بسم اللہ الرحمن الرحیم

عقیدہ حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

از افادات: متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

مذہب اہل السنت والجماعت:

حضورعلیہ السلام وفات کے بعد اپنی قبر اطہر میں بتعلق روح زندہ ہیں، روضہ اقدس پر پڑھا جانے والا صلوۃ وسلام خود سنتے ہیں، جواب دیتے ہیں اور دور سے پڑھا جانے والا صلوۃ وسلام آپ کی خدمت اقدس میں بذریعہ ملائکہ پہنچایا جاتا ہے۔

مذہب اہل بدعت:

1: مولوی شہاب الدین خالدی احل السنت والجماعت اور اشاعت کے عقیدہ حیات انبیاء علیہم السلام میں فرق بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

جمعیت اشاعت التوحید والسنۃ کا قرآن کریم اور احادیث صریحہ کی رو سے یہ موقف ہے کہ اس مٹی والے جسم سے روح نکلنے کے بعد نہ تو وہ روح اس قبر میں مدفون جسم میں واپس آتی ہے اور نہ ہی اس مدفون جسم سے روح کا کوئی تعلق قائم ہوتا ہے جسکی بناء پر یہ جسم دیکھتا ہو اور سنتا ہو اور سن کر جواب دیتا ہو۔(عقائد علمائے اسلام ص91)

2: سجاد بخاری صاحب لکھتے ہیں:

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قبر میں نماز پڑھنا جسد عنصری کے ساتھ نہیں تھا بلکہ جسد مثالی کے ساتھ تھا۔(اقامۃ البرھان ص168)

3: عطاء اللہ بندیالوی صاحب لکھتے ہیں:

علماء میں سے دوسرا طبقہ ایسے "شرفاء" پر مشتمل ہے جو حق کو پہچانتے ہیں اور شرک وبدعات کی حقیقت سے پوری طرح باخبر ہیں لیکن اپنے ذاتی مفاد، چندوں کے لالچ، جھوٹے وقار اور خانقاہی نظام کو برقرار رکھنے کے لئے زبانوں پر چپ کی مہریں لگائے ہوئے ہیں انہوں نے اپنے خطبوں اور بیانات میں کبھی توحید کی حقیقت اور شرک کی وضاحت نہیں فرمائی بلکہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم، سماع موتیٰ اور بزرگوں کے وسیلے جیسے موضوعات پر دلائل (بزعم خود) دے کر الٹا شرک کے دہقان بنے ہوئے ہیں۔(شرک کیا ہے ص4)

اسی رسالہ میں بندیالوی صاحب نے حضورعلیہ السلام کی حیات فی القبر کے عقیدہ کو شرک فی الحیاۃ قرار دیا ہے۔(شرک کیا ہے ص44)

خلاصہ کلام: منکرین حیات الانبیاء علیہم السلام کے نزدیک...

1: حضورعلیہ السلام سمیت تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے مبارک اجسام وفات کے بعد محفوظ تو ہیں مگر زندہ نہیں

2: ان حضرات کو ایک اور جسم دیا جاتا ہے جس کے ساتھ وہ عبادت وغیرہ کرتے ہیں حیات بھی اسی کو ملتی ہے

3: جسم عنصری کو زندہ ماننا سبب شرک بلکہ شرک فی الحیات ہے

دلائل اہل السنت والجماعت

قرآن مجید مع التفسیر

آیت نمبر1:

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَكِنْ لَا تَشْعُرُونَ. (البقرۃ آیت 154)

تفسیر نمبر1:

قاضی ثناء اللہ پانی پتی (م1225ھ) فرماتے ہیں:

فذهب جماعة من العلماء إلى ان هذه الحيوة مختص بالشهداء والحق عندى عدم اختصاصها بهم بل حيوة الأنبياء أقوى منهم وأشد ظهورا اثارها فى الخارج حتى لا يجوز النكاح بأزواج النبى صلى الله عليه وسلم بعد وفاته بخلاف الشهيد.

(تفسیر مظہری ج:1ص:152)

یعنی بعض علماء کے نزدیک اس آیت میں جس حیات کا ذکر ہے وہ صرف شہداء کو ملتی ہے۔ لیکن صحیح قول کے مطابق انبیاء کو حیات شہداء سے بھی بڑھکر ملتی ہے یہی وجہ ہے کہ شہید کی بیوی سے نکاح جائز ہے مگر نبی کی بیوی سے جائز نہیں۔

تفسیر نمبر2:

شیخ عبد الحق حقانی دہلوی رحمہ اللہ (م1336ھ) فرماتے ہیں:

کبھی پاک روحوں کا اثر جسم خاکی تک بھی پہنچتا ہے اور یہ جسم سڑتا، گلتا نہیں جیسا کہ انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام اور شہدائے عظام کے اجساد سے ظاہر ہوا ہے... لیکن اس حیات میں انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام بھی شریک ہیں اور اس کے درجات متفاوت ہیں۔

(تفسیر حقانی: ج1ص594)

تفسیر نمبر3:

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی (م1362ھ) اس آیت کے تحت فرماتے ہیں:

اور یہی حیات ہے جس میں حضرات انبیاء علیہم السلام شہداء سے بھی زیادہ امتیاز اور قوت رکھتے ہیں حتیٰ کہ بعد موت ظاہری کے سلامت جسد کے ساتھ ایک اثر اس حیات کا اس عالم کے احکام میں یہ بھی ظاہر ہوتا ہے مثل زواج احیاء کے ان کی ازواج سے کسی کو نکاح جائز نہیں ہوتا اور ان کا مال میراث میں تقسیم نہیں ہوتا پس اس حیات میں سب سے قوی تر انبیاء علیہم السلام ہیں۔(بیان القرآن: ج1ص97)

تفسیر نمبر4:

مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع (م1396ھ) فرماتے ہیں:

یہ تو سب کو معلوم ہے کہ اسلامی روایات کی رو سے ہر مرنے والے کو برزخ میں ایک خاص قسم کی حیات ملتی ہے جس سے وہ قبر کے عذاب یا ثواب کو محسوس کرتا ہے اس میں مؤمن و کافر یا صالح و فاسق میں کوئی تفریق نہیں لیکن اس حیات برزخی کے مختلف درجات ہیں ایک درجہ تو سب کو عام اور شامل ہے کچھ مخصوص درجے انبیاء علیہم السلام و صالحین کے لئے مخصوص ہیں اور ان میں بھی باہمی تفاضل ہے....اس کے بعد حضرت مفتی صاحب نے حکیم الامت کی بیان القرآن والی تفسیر نقل فرمائی ہے کہ یہی حیات ہے جس میں حضرات انبیاء علیہم السلام شہداء سے بھی زیادہ امتیاز اور قوت رکھتے ہیں۔(معارف القرآن: ج1ص397)

آیت نمبر2:

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ. (آل عمران آیت 169)

تفسیر نمبر1:

امام تقی الدین علی بن عبد الکافی سبکی (م756ھ) فرماتے ہیں:

والكتاب العزيز يدل على ذالك ايضاً قال الله تعالى:" وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ

يُرْزَقُونَ "(آل عمران 169)واذاثبت ذلك فی الشهيد،ثبت فی حق النبی صلی الله عليه وسلم بوجوه :احدها: ان هذه رتبة شريفة اعطيت للشهيد كرامة له ، ولا رتبة اعلى من رتبة الانبياء ، ولاشك ان حال الانبياء اعلىٰ واكمل من حال جميع الشهداء ، فيستحيل ان يحصل كمال للشهداء ، ولا يحصل للانبياء ، لا سيما هذا الكمال الذى يوجب زيادة القرب و الزلفیٰ والنعيم ، والانس بالعلی الاعلیٰ.

الثانی ان هذه الرتبة حصلت للشهداء اجرا على جهادهم ، وبذلهم انفسهم لله تعالیٰ ، والنبی صلی الله عليه وسلم هو الذی سن لنا ذلك ودعانا اليه وهدانا له باذن الله تعالیٰ و توفيقه ، وقد قال صلی الله عليه وسلم من سن سنة حسنة ، فله اجرها واجر من عمل بها الی يوم القيامة ، ومن سن سنة سيئة ، فعليه وزرها ووزر من عمل بها الی يوم القيامة ......الثالث : ان انبی صلی الله عليه وسلم شهيد ، فانه صلی الله عليه وسلم لما سم بخيبر واكل من الشاة المسمومة ، وكان ذلك سما قاتلا من ساعته ، مات منه بشر ابن البراء رضی الله عنه ، وبقی النبی صلی الله عليه وسلم و ذلك معجزة فی حقه ؛ صار الم السم يتعاهده الی ان مات به صلی الله عليه وسلم فی مرضه الذی مات فيه " ما زالت اكلة خيبر تعاودنی ، حتیٰ كان الان اوان قطعت ابهری.

(شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم ص:403 تا406)

تفسیر نمبر2:

امام حافظ محمد بن عبد الرحمن سخاوی شافعی (م902ھ) فرماتے ہیں:

ومن ادلة ذلك ايضاًقوله تعالیٰ " وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ "فان الشهادة حاصلة له صلی الله عليه وسلم على اتم الوجوه لانه شهيد الشهداء ، وقد صرح ابن عباس وابن مسعود و غيرهما رضی الله عنهم بانه صلی الله عليه وسلم مات شهيداً. (القول البدیع فی الصلاۃ علی الحبیب الشفیع ص:173)

تفسیر نمبر3:

علامہ جلال الدین سیوطی (م911ھ) فرماتے ہیں:

وقد قال تعالیٰ فی الشهداء " وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ "والانبياء اولى بذلك فهم اجل و اعظم ، وما من نبی الا وقد جمع مع النبوة وصف الشهادة ، فيدخلون فی عموم لفظ الاية. (الحاوی للفتاویٰ: ص556)

تفسیر نمبر4:

مشہور غیر مقلد عالم قاضی محمد بن علی شوکانی(م1250ھ) لکھتے ہیں :

وورد النص فی كتاب الله فی حق الشهداء أنهم أحياء يرزقون وأن الحياة فيهم متعلقة بالجسد فكيف بالأنبياء والمرسلين وقد ثبت فی الحديث أن الأنبياء أحياء فی قبورهم رواه المنذری وصححه البيهقی وفی صحيح مسلم عن النبی صلی الله عليه وآله وسلم قال مررت بموسى ليلة أسری بی عند الكثيب الأحمر وهو قائم يصلی فی قبره. (نیل الاوطار ج:3 ص:263)

تفسیر نمبر5:

شیخ الدکتور احمد بن عطیہ الغامدی (م1434ھ) امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "حیاۃ الانبیاء" کے مقدمۃ التحقیق میں لکھتے ہیں:

ماثبت فی القرآن الكريم من نص على حياة الشهداء فی قوله تعالیٰ " وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ "والرسل اكمل من الشهداء بدون شك ولذلك كانوا احق بالحياة منهم .

(مقدمۃ التحقیق علی حیاۃ الانبیاء: ص:35)

آیت نمبر3:

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا.(النساء64)

تفسیر:

علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ (م774ھ) اور دیگر مفسرین لکھتے ہیں:

وقوله وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا يرشد تعالى العصاة والمذنبين إذا وقع منهم الخطأ والعصيان أن يأتوا إلى الرسول صلى الله عليه وسلم فيستغفروا الله عنده,ويسألوه أن يستغفر لهم فإنهم إذا فعلوا ذلك تاب الله عليهم ورحمهم وغفر لهم ولهذا قال لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا

وقد ذكر جماعة منهم الشيخ أبو نصر بن الصباغ فی كتابه "الشامل" الحكاية المشهورة عن العُتْبی قال كنت جالسا عند قبر النبی صلی الله علیه وسلم فجاء أعرابی فقال السلام علیك یا رسول الله سمعت الله یقول وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا وقد جئتك مستغفرا الذنبی مستشفعا بك إلی ربی ثم أنشأ یقول:

یا خیرَ من دُفنَت بالقاعِ أعظُمُه فطاب منْ طیبهنّ القاعُ والأكَمُ

نَفْسی الفداءُ لقبرٍ أنت ساكنُه فیه العفافُ وفیه الجودُ والكرمُ

ثم انصرف الأعرابی فغلبتنی عینی فرأیت النبی صلی الله علیه وسلم فی النوم فقال یا عُتْبی الحقْ الأعرابیّ فبشره أن الله قد غفر له.

(تفسیر ابن کثیر ج2 ص348 الدر المنثور ج2 ص474 القول البدیع ص168، 167، کتاب الایضاح فی مناسک الحج والعمرۃ نووی ص:455، 454، حاشیہ علی شرح الایضاح ابن حجر المکی ص:489، کتاب المناسک ملا علی قاری ص:512)

واقعہ کی تحسین کرنے والے حضرات:

1 :قال الامام المحدث ابو زکریا النووی (م 676ھ): ومن احسن ما یقول ما حکاہ اصحابنا عن العتبی مستحسنین له.

(کتاب الایضاح فی مناسک الحج والعمرۃ للنووی: ص454)

2:قال الامام تقی الدین علی بن عبد الكافی السبكی (م756ھ): وحكاية العتبی فی ذالك مشهورة وقدحكاها المصنفون فی المناسك من جمیع المذاهب والمورخون وكلهم استحسنوها ورأوها من آداب الزائر وما ینبغی له. (شفاء السقام ص236، 235)

3:قال الامام علی بن احمد السمهودی (م 911ھ): ومن أحسن ما یقول ما حكاه أصحابنا عن العتبیؒ مستحسنین له.

(خلاصۃ الوفاء باخبار دار المصطفی ج1 ص56)

فائدہ نمبر1:

حکیم الامت حضرت تھانوی (م1362ھ) فرماتے ہیں:

مواہب میں بسند امام ابوالمنصور صباغ، ابن النجار اور ابن عساکر اور ابن الجوزی رحمھم اللہ تعالی محمد بن حرب ہلال سے روایت کیا ہے کہ میں قبر مبارک کی زیارت کر کے سامنے بیٹھا تھا کہ ایک اعرابی آیا اور زیارت کر کے عرض کیا کہ یا خیر الرسل اللہ تعالی نے آپ پر سچی کتاب نازل فرمائی جس میں ارشاد فرمایا ہے: وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا

اور میں آپ کے پاس اپنے گناہوں سے استغفار کرتا ہوا اورآپ کے رب کے حضور میں آپ کے وسیلہ سے شفاعت چاہتا ہوا آیا ہوں پھر دو شعر پڑھے الخ اوران محمد بن حرب کی وفات 228ہجری میں ہوئی ہے غرض زمانہ خیر القرون کا تھا اور کسی سے اس وقت نکیر منقول نہیں پس حجت ہو گیا۔(نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب ص243،242)

فائدہ نمبر2:

یہ حکم آج بھی باقی ہے

1: وبالکتاب لقوله تعالی ولو إنهم إذ ظلموا أنفسهم جاءوك الآية لحثه علی المجیء إليه والاستغفار عنده واستغفاره للجاءین وهذه رتبة لا تنقطع بموته... وقد فهم العلماء من الآية العموم واستحبوا لمن أتی القبر أن يتلوها ويستغفر الله تعالی وأوردوا حكاية العتبی الآتية فی كتبهم مستحسنين لها.(خلاصۃ الوفاء باخبار دار المصطفی ج1ص45)

2: والآية وان وردت فی اقوام معينين فی حالة الحياة فتعم بعموم العلة كل من وجد فيه ذالك الوصف فی الحياة وبعد الموت ولذالك فهم العلماء من الآية العموم فی الحالتين واستحبوا لمن أتی الی قبره صلی الله عليه وسلم أن يتلوا هذه الآية ويستغفر الله تعالی.(شفاء السقام ص235)

3: قرآن مجید کی سورۃ نساء آیت 64(وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ) کیونکہ اس میں کسی کی تخصیص نہیں آپ کے ہم عصر ہوں یابعد کے امتی ہوں اور تخصیص ہو تو کیونکر ہو آپ کا وجود تربیت تمام امت کے لئے یکساں رحمت ہے کہ پچھلے امتیوں کا آپ کی خدمت میں آنا اور استغفار کرنا اور کرانا جب ہی متصور ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں زندہ ہوں۔(آب حیات ص52)

4: علامہ ظفر احمد عثمانی (م 1394ھ)فرماتے ہیں:

فثبت أن حكم الآية باق بعد وفاته صلی الله عليه وسلم فينبغی لمن ظلم نفسه أن يزور قبره ويستغفر الله عنده فيستغفر له الرسول.(اعلاء السنن ج10ص**498**)

5: مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع (م1396ھ) اس آیت کے تحت فرماتے ہیں:

یہ آیت اگرچہ خاص واقعہ منافقین کے بارے میں نازل ہوئی ہے لیکن اس کے الفاظ سے ایک ضابطہ نکل آیا کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو جائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے لئے دعا مغفرت کر دیں اس کی مغفرت ضرور ہو جائے گی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری جیسے آپ کی دنیوی حیات کے زمانے میں ہو سکتی تھی اسی طرح آج بھی روضہ اقدس پر حاضری اسی حکم سے ہے، حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دفن کر کے فارغ ہوئے تو اس کے تین روز بعد ایک گاؤں والا آیا اور قبر شریف کے پاس آ کر گر گیا اور زار زار روتے ہوئے آیت مذکورہ کا حوالہ دے کر عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں وعدہ فرمایا ہے کہ اگر گنہگار رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہو جائے اور رسول اس کے لئے دعائے مغفرت کر دیں تو اس کی مغفرت ہو جائے گی۔اس لئے میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں کہ آپ میرے لئے مغفرت کی دعا کریں اس وقت جو لوگ حاضر تھے ان کا بیان ہے کہ اس کے جواب میں روضہ اقدس کے اندر سے یہ آواز آئی "قد غفر لك" یعنی مغفرت کر دی گئی۔(معارف القرآن:ج2ص456-460)

فائدہ نمبر3:

آیت سے حیات پر استدلال کرنے والے چند حضرات:

1: حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی(م 1297ھ)فرماتے ہیں:

سو ایک تو ان میں سے یہ آیت ہے:﴿وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا

اللّٰہَ تَوَّابًا رَحِیۡمًا﴾ کیونکہ اس میں کسی کی تخصیص نہیں آپ کے ہم عصر ہوں یا بعد کے امتی ہوں اور تخصیص ہو تو کیونکر ہو آپ کا وجود تربیت تمام امت کے لئے یکساں رحمت ہے کہ پچھلے امتیوں کا آپ کی خدمت میں آنا اور استغفار کرنا اور کرانا جب ہی متصور ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں زندہ ہوں۔ (آب حیات ص52)

2: شیخ الاسلام مولانا ظفر احمد عثمانی (م 1394ھ) فرماتے ہیں:

احتج القائلون بانہا مندوبۃ بقولہ تعالیٰ وَلَوۡ اَنَّہُمۡ اِذۡ ظَّلَمُوۡۤا اَنۡفُسَہُمۡ جَآءُوۡکَ فَاسۡتَغۡفَرُوا اللّٰہَ وَاسۡتَغۡفَرَ لَہُمُ الرَّسُوۡلُ ووجہ الاستدلال بہا انہ صلی اللہ علیہ وسلم حی فی قبرہ بعد موتہ کما فی حدیث. (اعلاء السنن ج10 ص498)

3: شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی (م 1402ھ) فرماتے ہیں:

واستدلوا علیٰ انہا مندوبۃ بقولہ تعالیٰ وَلَوۡ اَنَّہُمۡ اِذۡ ظَّلَمُوۡۤا اَنۡفُسَہُمۡ جَآءُوۡکَ فَاسۡتَغۡفَرُوا اللّٰہَ وَاسۡتَغۡفَرَ لَہُمُ الرَّسُوۡلُ والنبی حی فی قبرہ بعد موتہ... واذا ثبت انہ حی بعد وفاتہ فالمجیٔ الیہ بعد وفاتہ کالمجیٔ الیہ قبلہ.

(اوجز المسالک ج2 ص339، 338)

آیت نمبر 4:

وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَہُمۡ وَاَنۡتَ فِیۡہِمۡ وَمَا کَانَ اللّٰہُ مُعَذِّبَہُمۡ وَہُمۡ یَسۡتَغۡفِرُوۡنَ. (الانفال 33)

اس آیت کی تفسیر میں مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع (م1396ھ) فرماتے ہیں:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دنیا میں ہونا قیامت تک باقی رہے گا کیونکہ آپ کی رسالت قیامت تک کے لیے ہے نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت بھی زندہ ہیں گو اس زندگی کی صورت سابق زندگی سے مختلف ہے اور یہ بحث لغو اور فضول ہے کہ ان دونوں زندگیوں میں فرق کیا ہے... خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے روضہ میں زندہ ہونا اور آپ کی رسالت کا قیامت تک رہنا اس کی دلیل ہے کہ آپ قیامت تک دنیا میں ہیں اس لیے یہ امت قیامت تک عذاب سے مامون رہے گی۔ (معارف القرآن ج4 ص225)

آیت نمبر 5:

وَمَا کَانَ لَکُمۡ اَنۡ تُؤۡذُوۡا رَسُوۡلَ اللّٰہِ وَلَاۤ اَنۡ تَنۡکِحُوۡۤا اَزۡوَاجَہٗ مِنۡۢ بَعۡدِہٖۤ اَبَدًا. (سورۃ الاحزاب آیت 53)

تفسیر نمبر 1:

قاضی ثناء اللہ پانی پتی (م1225ھ) اس آیت کے تحت فرماتے ہیں:

وجاز ان یکون ذلک لاجل ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم حیّ فی قبرہ ولذلک لم یورث ولم یتئم أزواجہ عن أبی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صلی علیّ عند قبری سمعتہ ومن صلّی علیّ نائیا أبلغتہ رواہ البیہقی فی شعب الایمان.

(تفسیر مظہری ج7 ص373)

تفسیر نمبر 2:

حکیم الامت حضرت تھانوی (م1362ھ) فرماتے ہیں:

(نبی علیہ السلام کی حیات) حیات ناسوتی کے قریب قریب ہے چنانچہ بہت سے احکام ناسوت کے اس پر متفرع بھی ہیں دیکھئے زندہ کی بیوی سے نکاح جائز نہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات سے بھی نکاح جائز نہیں۔ (خطبات حکیم الاسلام: ج5 ص33)

آیت نمبر 6:

یَاأَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ. (سورۃ الحجرات آیت 2)

اس آیت کی تفسیر میں مولانا محمد مالک کاندھلوی (م1409ھ) فرماتے ہیں:

احادیث میں ہے کہ ایک مرتبہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مسجد میں دو شخصوں کی آواز سنی تو ان کو تنبیہ فرمائی اور پوچھا کہ تم لوگ کہاں کے ہو معلوم ہوا کہ یہ اہل طائف ہیں تو فرمایا اگر یہاں مدینے کے باشندے ہوتے تو میں تم کو سزا دیتا (افسوس کی بات ہے) تم اپنی آوازیں بلند کر رہے ہو مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس حدیث سے علماء امت نے یہ حکم اخذ فرمایا ہے کہ جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام آپ کی حیات مبارکہ میں تھا اسی طرح کا احترام وتوقیر اب بھی لازم ہے کیوں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں حی (زندہ) ہیں۔

(معارف القرآن تکملہ ج:7ص:487)

عقیدہ حیاۃ الانبیاء علیہم السلام اور احادیث مبارکہ

حدیث نمبر 1:

روی الامام الحافظ ابو یعلیٰ الموصلی حدثنا أبو الجهم الأزرق بن علی حدثنا یحیی بن أبی بکیر حدثنا المستلم بن سعید عن الحجاج عن ثابت البنانی: عن أنس بن مالك: قال رسول الله صلی الله علیه و سلم: (الأنبیاء أحیاء فی قبورهم یصلون)

(مسند ابی یعلیٰ ج:6ص:147، رقم الحدیث 3425، تاریخ اصبہان ج:2ص:44، مجمع الزوائد ج:8ص:386، فیض القدیر ج:3ص:239، حاشیہ ابن حجر مکی ص:481 حیاۃ الانبیاء بیہقی ص:70-72-74، شفاء السقام ص:391)

مصححین ومستدلین:

1: امام ابو بکر البیہقی (م458ھ) نے یہ روایت کئی طرق سے سے نقل کر کے استدلال کیا ہے۔ (حیاۃ الانبیاء)

2: امام تقی الدین علی بن عبد الکافی بن علی السبکی الشافعی (م756ھ) نے مختلف اسانید وطرق کے ساتھ یہ روایت نقل کر کے اس سے عقیدہ حیات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر استدلال کیا اور آخر میں رواۃ کی توثیق بھی بیان کی ہے۔ (شفاء السقام ص:392،391)

3: امام ابو الحسن علی بن ابی بکر بن سلیمان المعروف نور الدین ہیثمی (م807ھ) فرماتے ہیں:

رواه أبو یعلی والبزار ورجال أبو یعلی ثقات. (مجمع الزوائد ج:8ص:386)

4: امام احمد بن ابی بکر بن اسماعیل البوصیری (م840ھ) اس روایت سے استدلال کرتے ہوئے باب باندھتے ہیں:

باب الأنبیاء أحیاء فی قبورهم. (إتحاف الخیرۃ المہرۃ ج7ص145 کتاب علامات النبوۃ رقم الباب 68)

5: مشہور محدث وناقد امام ابو الفضل احمد بن علی بن حجر العسقلانی شافعی (م852ھ) فرماتے ہیں:

وقد جمع البیهقی کتابا لطیفا فی حیاۃ الأنبیاء فی قبورهم أورد فیه حدیث أنس الأنبیاء أحیاء فی قبورهم یصلون أخرجه من طریق یحیی بن أبی کثیر وهو من رجال الصحیح عن المستلم بن سعید وقد وثقه أحمد وبن حبان عن الحجاج الأسود وهو بن أبی زیاد البصری وقد وثقه أحمد وبن معین عن ثابت عنه وأخرجه أیضا أبو یعلی فی مسنده من هذا الوجه.

(فتح الباری ج:6ص:594-595)

6: مدینہ منورہ کے مؤرخ ومفتی امام ابو الحسن علی بن عبد اللہ بن احمد الحسنی الشافعی المعروف امام سمہودی (م911ھ) فرماتے ہیں:

ولأبن عدی فی کامله وأبی یعلی برجال ثقات عن أنس رضی الله عنه مرفوعا الأنبیاء أحیاء فی قبورهم یصلون وصححه

البیهقی. (خلاصۃ الوفاءج1ص43)

7: امام جلال الدین عبد الرحمن بن ابی بکر سیوطی (م911ھ)نے اس حدیث کو مختلف کتب سے نقل کرکے حضرات محدثین کی توثیق بیان کرکے اس کی صحت کی طرف اشارہ کیاہے۔(جامع الاحادیث ج11ص43رقم الحدیث 10213)

8: سلطان المحدثین ملا علی القاری الحنفی (م1014ھ)فرماتے ہیں:

وصح خبر الأنبياء أحياء في قبورهم يصلون. (مرقات ج:3ص:415)

9: علامہ محمد عبد الرؤوف المناوی(م1031ھ) فرماتے ہیں:

عن أنس بن مالك، وهو حديث صحيح. (فیض القدیر ج:3ص:239)

10: علامہ علی بن احمد بن نور الدین عزیزی(م1070ھ) لکھتے ہیں:

وهو حديث صحيح. (السراج المنیر ج2ص134بحوالہ تسکین الصدور ص213)

11: امام محمد بن عبد الباقی بن یوسف الزرقانی (م1122ھ) فرماتے ہیں:

وجمع البيهقي كتابا لطيفا في حياة الأنبياء وروى فيه بإسناد صحيح عن أنس مرفوعا الأنبياء أحياء في قبورهم يصلون. (شرح زرقانی ج4ص357)

12: مشہور غیر مقلد عالم محمد بن علی المعروف قاضی شوکانی (م1250ھ) لکھتے ہیں:

وقد ثبت في الحديث: (أن الأنبياء أحياء في قبورهم) رواه المنذري وصححه البيهقي. (نیل الاوطار ج:3ص:263)

وقال ایضاً: لأنه صلى الله عليه وسلم حي في قبره وروحه لا تفارقه لما صح أن الأنبياء أحياء في قبورهم.

(تحفۃ الذاکرین للشوکانی:ج1ص42)

13: خاتم المحدثین علامہ انور شاہ کشمیری (م1352ھ)فرماتے ہیں:

وفي البيهقي عن انس وصححه ووافقه الحافظ في المجلد السادس ان الانبياء احياء في قبورهم يصلون.

(فیض الباری ج:2ص:64)

اس کے بعد حضرت نے اس حدیث سے عقیدہ حیات پر استدلال کیاہے

14: عظیم مفسر ومحدث علامہ شبیر احمد عثمانی (م1369ھ) فرماتے ہیں :

وقد جمع البيهقي كتابا لطيفا في حياة الأنبياء في قبورهم أورد فيه حديث أنس الأنبياء أحياء في قبورهم يصلون أخرجه من طريق يحيى بن أبي كثير وهو من رجال الصحيح (الخ)

(فتح الملہم ج:2ص:388مکتبہ دارالعلوم کراچی، ج1ص329مکتبہ رشیدیہ کراچی باب الاسراء برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

اس کے بعد حضرت نے تمام رواۃ کی توثیق نقل کرکے اس سے عقیدہ حیات انبیاء علیہم السلام پر استدلال کیاہے۔

15: استاذ العلماء حضرت مولانا خیر محمد جالندھری (م1390ھ)اور دیگر مفتیان خیر المدارس ملتان کے فتاویٰ پر مشتمل خیر الفتاویٰ کے نام سے کتاب شائع ہوئی اس میں دارالعلوم دیوبند کے حوالہ سے عقیدہ حیات انبیاء علیہم السلام پر تفصیلی فتویٰ موجود ہے جس میں دیگر دلائل کے ساتھ ساتھ اس حدیث مبارک سے بھی اس عقیدہ پر استدلال کیا گیاہے اور مختلف اہل علم سے اس حدیث کی صحت نقل کرکے آخر میں لکھا کہ:امام ابویعلیٰ کے طریق سے جو روایت ہے اس کے تمام راوی ثقہ اور ثبت ہیں اور جمہور محدثین کرام اس کی تصحیح کرتے ہیں کسی حدیث کے صحیح ہونے کے لئے اصول حدیث میں اس سے زیادہ قوی دلیل اور کیاہو سکتی ہے کہ اس کے سب راوی ثقہ ہوں اور جمہور محدثین اس کی تصحیح پر متفق ہوں۔ (خیر الفتاوی ج1ص98)

16: حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کے حکم سے لکھی جانے والی کتاب اعلاء السنن میں علامہ ظفر احمد عثمانی (م1394ھ)اس حدیث کے متعلق فرماتے ہیں: رواہ ابو یعلیٰ برجال ثقات. (اعلاء السنن ج10 ص505)

17: شیخ الحدیث مولانا زکریا کاندھلوی (م1402ھ)فرماتے ہیں:

اور یہ حدیث کہ انبیاء علیھم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں، نمازیں پڑھتے ہیں صحیح ہے۔(فضائل درود شریف 67)

18: امام اہل سنت شیخ التفسیر والحدیث مولانا محمد سرفراز خان صفدر (م 1430ھ) نے مختلف اہل علم سے اس حدیث کی صحت نقل کر کے استدلال کیا ہے۔(تسکین الصدور ص212)

19: حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدیر جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک کی زیر نگرانی شائع ہونے والے فتاویٰ حقانیہ میں اس حدیث سے عقیدہ حیات پر استدلال کیا گیا ہے۔(فتاویٰ حقانیہ ج1 ص158)

20: ارشاد الحق اثری غیر مقلد نے بھی اس کو "صحیح" کہا ہے۔(حاشیہ مسند ابی یعلیٰ ج:3 ص:379)

اعتراض نمبر 1:

حجاج بن الأسود عن ثابت البنانی نکرۃ ما روی عنہ فیما أعلم سوی مستلم بن سعید فأتی بخبر منکر عنہ عن أنس فی أن الأنبیاء أحیاء فی قبورھم یصلون رواہ البیھقی. (میزان الاعتدال ج2 ص199،200)

اس اعتراض کی تین شقیں ہیں:

1: حجاج مجہول ہے۔ 2: مستلم بن سعید کے علاوہ کسی اور نے روایت بیان نہیں کی۔ 3: ان دونوں کا نتیجہ کہ روایت منکر ہے۔

جواب:

نمبر1: حافظ ابن حجر عسقلانی (م852ھ) نے علامہ شمس الدین ذہبی (م748ھ) کی اس جرح کا جواب دیا ہے کہ حجاج کی توثیق ائمہ سے منقول ہے اور ان کے شاگرد بھی کئی ہیں فرماتے ہیں:

روی عن ثابت وجابر بن زید وأبی نضرۃ وجماعۃ وعنہ جریر بن حازم وحماد بن سلمۃ وروح بن عبادۃ وآخرون

قال أحمد ثقۃ ورجل صالح وقال بن معین ثقۃ وقال أبو حاتم صالح الحدیث وذکرہ بن حبان فی الثقات فقال حجاج بن أبی زیاد الأسود من أھل البصرۃ کان ینزل القسامل روی عن أبی نضرۃ وجابر بن زید روی عنہ عیسی بن یونس وجریر بن حازم.

(لسان المیزان ج2 ص175)

جب توثیق اور شاگرد مل گئے تو تیسری شق روایت منکر ہے والی خود بخود ختم ہو گئی۔

نمبر2: نیز امام ذھبی سے بھی حجاج کی توثیق منقول ہے: قال الذھبی حجاج ثقۃ. (تلخیص علی المستدرک ج4 ص472)

نمبر3: امام ذہبی کا عقیدہ حیات الانبیاء علیھم السلام کے بارے میں کیا ہے؟ ملاحظہ کیجیے۔ آپ رحمہ اللہ خود فرماتے ہیں:

والنبی صلی اللہ علیہ وسلم فمفارق لسائر أمتہ فی ذلك، فلا یبلی، ولا تأکل الارض جسدہ، ولا یتغیر ریحہ، بل ھو الآن، وما زال أطیب ریحا من المسك، وھو حی فی لحدہ حیاۃ مثلہ فی البرزخ، التی ھی أکمل من حیاۃ سائر النبیین، وحیاتھم بلا ریب أتم وأشرف من حیاۃ الشھداء الذین ھم بنص الکتاب (أحیاء عند ربھم یرزقون) [آل عمران: 169]

(سیر اعلام النبلاء: تحت ترجمۃ الامام وکیع بن الجراح)

اعتراض نمبر 2:

الأزرق بن علی الحنفی أبو الجھم صدوق یغرب. (تقریب التھذیب: رقم الترجمہ 301)

جواب:

ان الغرابة لا تنافی الصحة ویجوز ان یکون الحدیث صحیحا غریبا. (مقدمۃ المشکوٰۃ للشیخ عبد الحق: ص6)

نیز ابو الجہم کا متابع عبد اللہ بن محمد بن یحییٰ بن ابی بکیر موجود ہے۔ (تاریخ اصبھان ج2 ص44)

اعتراض نمبر3:

یہ حدیث قرآن کی آیت "واعبد ربك حتیٰ یاتیك الیقین" کے خلاف ہے، لہٰذا حجت نہیں۔

جواب:

عبادت کی دو قسمیں ہیں:

1: عبادت تکلیفی جو دنیا میں ہوتی ہے

2: عبادت تلذذی جو صرف دنیا تک محدود نہیں بلکہ یہ قبر اور آخرت میں بھی ہوگی

قرآن میں تکلیفی کا حکم ہے اور حدیث میں تلذذی کا تذکرہ ہے۔ چنانچہ علامہ بدر الدین عینی حنفی (م855ھ) فرماتے ہیں:

فإن قلت ما الداعی إلی عبادتهم بعد الموت وموضع العبادة دار الدنیا. قلت حببت إلیهم العبادة فهم متعبدون بما یجدونه من دواعی أنفسهم لا بما یلزمون به.

(عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری: باب التلبیۃ اذا انحدر فی الوادی)

اعتراض نمبر4:

مسند ابی یعلی طبقہ ثالثہ کی کتاب ہے جس کے بارے میں مولانا سرفراز خان صفدر کا فیصلہ ہے کہ اس طبقہ کی کتب کی احادیث عقیدہ اور عمل میں حجت نہیں۔

جواب:

امام اہل السنت رحمہ اللہ کی مکمل عبارت کو اگر دیکھا جائے تو یہ اشکال جڑ سے ہی ختم ہو جاتا ہے حضرت کی تصریحات ملاحظہ فرمائیں۔

1: ایک جگہ اہل بدعت کی تردید میں فرماتے ہیں: یہ روایتیں کتب حدیث کے اس طبقہ کی ہیں جن میں بجز باسند اور صحیح احادیث کے جن پر امت کا تعامل ہے اکثر احادیث کو محدثین ہرگز قبول نہیں کرتے نہ عقیدہ میں اور نہ عمل میں۔ (راہ سنت ص173)

2: دوسری جگہ اس طبقہ کی کتب کی تردید کر کے فرماتے ہیں "ہاں اگر اصول حدیث کے رو سے اس طبقہ کی کوئی حدیث سندا صحیح ثابت ہو تو اس کی صحت میں کوئی کلام نہیں ہو سکتا۔ (گلدستہ توحید ص144)

3: تیسری جگہ بھی تردید کر کے فرماتے ہیں: "نوٹ: اگر ان مذکورہ کتب میں کوئی ایسی روایت ہو جو سندا صحیح ہو اور قران کریم اور صحیح احادیث سے متعارض نہ ہو اور علی الخصوص جب کہ اکثر امت اور جمہور اہل اسلام کا اس پر تعامل بھی ہو تو اس کی صحت میں کوئی کلام نہیں ہے اور نہ یہ بات محل نزاع ہے اس لیے خلط مبحث کا شکار نہ ہوں اور نہ جاہل متعصب معترضین کی طرف توجہ کریں۔ (دل کا سرور ص175)

حدیث نمبر2:

حدثنا هداب بن خالد وشیبان بن فروخ قالا حدثنا حماد بن سلمة عن ثابت البنانی وسلیمان التیمی عن أنس بن مالك أن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال أتیت وفی روایة هداب مررت علی موسی لیلة أسری بی عند الکثیب الأحمر وهو قائم یصلی فی قبره. (صحیح مسلم ج:2 ص:268، باب من فضائل موسیٰ)

حدیث نمبر3:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَوْفٍ حَدَّثَنَا الْمُقْرِءُ حَدَّثَنَا حَيْوَةُ عَنْ أَبِي صَخْرٍ حُمَيْدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قُسَيْطٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ مَا مِنْ أَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ إِلاَّ رَدَّ اللَّهُ عَلَيَّ رُوحِي حَتَّى أَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلاَمَ.

(سنن ابی داؤد ج:1 ص:286، السنن الکبری باب زِيَارَةِ قَبْرِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم، مسند احمد رقم 10815، مسند اسحاق بن راہویہ رقم 526،

مصححین ومستدلین:

1: امام نووی (م676ھ) فرماتے ہیں:

وروينا فيه أيضا بإسناد صحيح عن أبي هريرة أيضا ، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال " ما من أحد يسلم على إلا رد الله على روحى حتى أرد عليه السلام. (کتاب الاذکار ص:152)

2: حافظ ابن تیمیہ (م728ھ) نے مختلف مقامات پر اس حدیث کو نقل کر کے اس کی صحت بیان کی اور بعض مقامات پر استدلال بھی کیا ہے مثلاً:

والأحاديث عنه بأن صلاتنا وسلامنا تعرض عليه كثيرة مثل ما روى أبو داود فى سننه من حديث أبي صخر حميد بن زياد عن يزيد بن عبد الله بن قسيط عن أبي هريرة أن رسول الله صلى الله عليه و سلم قال ما من أحد يسلم على إلا رد الله على روحى حتى أرد عليه السلام صلى الله عليه و سلم وهذا الحديث على شرط مسلم.

(اقتضاء الصراط المستقیم مخالفۃ اصحاب الجحیم: ص324)

ایک جگہ یہی حدیث نقل کر کے فرماتے ہیں: وَهُوَ حَدِيثٌ جَيِّدٌ. (الفتاوی الکبری ج2 ص427)

وَقَدْ احْتَجَّ أَحْمَدُ وَغَيْرُهُ بِالْحَدِيثِ الَّذِي رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُد بِإِسْنَادٍ جَيِّدٍ مِنْ حَدِيثِ حيوة بْنِ شريح الْمِصْرِيِّ حَدَّثَنَا أَبُو صَخْرٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ قسيط عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: (مَا مِنْ أَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ إلَّا رَدَّ اللَّهُ عَلَيَّ رُوحِي حَتَّى أَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ. (مجموع الفتاوی ج1 ص233)

3: تقی الدین علی بن عبد الکافی ابن علی السبکی (م756ھ) . (شفاء السقام ص:161)

4: امام ابن کثیر (م774ھ): وصححه النووى فى الأذكار. (تفسیر ابن کثیر تحت الآیہ إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ الآية)

5: حافظ ابن حجر عسقلانی (م852ھ) فرماتے ہیں:

ما من أحد يسلم على إلا رد الله على روحى حتى أرد عليه السلام ورواته ثقات. (فتح الباری ج:6 ص:596)

6: علامہ محمد بن عبد الرحمٰن سخاوی رحمہ اللہ (م902ھ). (القول البدیع ص:161)

7: امام علی بن احمد السمہودی (م911ھ): ولأبي داود بسند صحيح عن أبي هريرة رضى الله عنه مرفوعا ما من أحد يسلم علىّ إلا ردّ الله علىّ روحى حتى أرد عليه السلام. (خلاصۃ الوفاء: ج1 ص42)

8: علامہ علی بن احمد بن نور عزیزی (م1070ھ) : اسنادہ حسن. (السراج المنیر ج3 ص297 بحوالہ تسکین الصدور ص295)

9: علامہ عبد الرؤف مناوی (م1031ھ): (ما من أحد يسلم على إلا رد الله على) ----(روحى) يعنى رد على نطقى لأنه حى على الدوام وروحه لا تفارقه أبدا لما صح أن الأنبياء أحياء فى قبورهم (حتى أرد) غاية لرد فى معنى التعليل أى من أجل أن أرد (عليه السلام) هذا ظاهر فى استمرار حياته لاستحالة أن يخلو الوجود كله من أحد يسلم عليه عادة. (فیض القدیر ج5 ص596)

وقال ايضاً: واسنادہ صحيح. (التیسیر بشرح الجامع الصغیر ج2 ص690)

10: علامہ محمد بن عبد الباقی زرقانی (م1122ھ): ما من أحد يسلم علي إلا رد الله علی روحی حتی أرد علیہ السلام أخرجه أبو داودورجاله ثقات. (شرح زرقانی ج4ص357)

11: شمس الحق عظیم آبادی (م1329ھ): ما من أحد يسلم علي إلا أرد عليه السلام لأني حي أقدر على رد السلام.

(عون المعبود: ج6ص19)

12: ناصر الدین البانی صاحب غیر مقلد (م1420ھ): حسن. (سنن ابی داوٗد: باب زِیَارَۃِ الْقُبُوْرِ)

ردروح کا مطلب:

1: قال الامام البیهقی (م458ھ): قَالَ: " مَا مِنْ أَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ إِلَّا رَدَّ اللهُ عَلَيَّ رُوحِي حَتَّى أَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ "، وَمَعْنَاهُ وَاللهُ أَعْلَمُ، " إِلَّا وَقَدْ رَدَّ اللهُ عَلَيَّ رُوحِي فَأَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ. (شعب الایمان رقم 4161)

2: قال الحافظ ابن حجر عسقلانی (م748ھ): ووجه الإشكال فيه أن ظاهره أن عود الروح إلى الجسد يقتضي انفصالها عنه وهو الموت وقد أجاب العلماء عن ذلك بأجوبة...الرابع المراد بالروح النطق فتجوز فيه من جهة خطابنا بما نفهمه الخامس أنه يستغرق في أمور الملأ الأعلى فإذا سلم عليه رجع إليه فهمه ليجيب من سلم عليه. (فتح الباری ج6ص488)

3: قال الامام زین الدین عبد الرؤوف المناوی (م1031ھ): ما من أحد يسلم على الا رد الله على روحی) أی رد علی نطقی لانه حی دائما وروحه لا تفارقه لان الانبياء أحياء في قبورهم (حتى أرد) غاية لرد في معنى التعليل أی من أجل أن أرد (عليه السلام) ومن خص الرد بوقت الزيارة فعليه البيان.

(التیسیر بشرح الجامع الصغیر ج2ص690)

4: حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی (م1362ھ) فرماتے ہیں:

اس حیات میں شبہ نہ کیا جاوے کیونکہ مراد یہ ہے کہ میری روح جو ملکوت وجبروت میں مستغرق تھی جس طرح کہ دنیا میں نزول وحی کے وقت کیفیت ہوتی تھی اس سے افاقہ ہو کر سلام کی طرف متوجہ ہو جاتا ہوں اس کو ردروح سے تعبیر فرمادیا۔ (نشر الطیب: ص200)

اور ان مشاغل کے ایک وقت میں اجتماع سے تزاحم کا وسوسہ نہ کیا جاوے کیونکہ برزخ میں روح کو پھر خصوصاً روح مبارک بہت وسعت ہوتی ہے۔ (نشر الطیب: ص200)

5: شیخ العرب والعجم حضرت مولانا حسین احمد مدنی (م1377ھ) فرماتے ہیں:

(الف): ابوداوٗد کی روایت میں "رَدَّ اللّٰہُ عَلَیَّ رُوْحِیْ" فرمایا گیا ہے، حدیث کے الفاظ یہ ہیں: "مَا مِنْ مُسْلِمٍ یُسَلِّمُ عَلَیَّ اِلاَّ رَدَّ اللّٰہُ عَلَیَّ رُوْحِیْ حَتّٰی اُسَلِّمَ عَلَیْہِ او کما قال" اگر لفظ "اِلَیَّ رُوْحِیْ" فرمایا گیا ہوتا تو آپ کا شبہ وارد ہو سکتا تھا، "اِلٰی" اور "عَلٰی" کے فرق سے آپ نے ذہول فرمایا، "عَلٰی" استعلاء کے لئے ہے اور "اِلٰی" نہایتِ طرف کے لئے ہے۔ اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ صلوٰۃ وسلام سے پہلے روح کا استعلاء نہ تھا، نہ یہ کہ وہ جسم اطہر سے بالکل خارج ہوگئی تھی اور اب اس کو جسم اطہر کی طرف لوٹا گیا ہے، چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدارج قرب ومعرفت میں ہر وقت ترقی پزیر ہیں اس لئے توجہ الی اللہ کا انہاک اور استغراق دوسری جانب کی توجہ کو کمزور کر دیتا ہے، چونکہ اہل استغراق کی حالتیں روزانہ مشاہدہ ہوتی ہیں مگر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمۃ للعلمین بنایا گیا ہے اس لئے بارگاہِ الوہیت سے درود بھیجنے والے پر رحمتیں نازل فرمانے کے لئے متعدد مزایا میں ایک مزیت یہ بھی عطاء فرمائی گئی ہے کہ خود سرور کائنات علیہ السلام کو اس استغراق سے منقطع کر کے درود بھیجنے والے کی طرف متوجہ کر دیا جاتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے لیے متوجہ ہو کر دعا فرماتے ہیں۔

(ب): اگر بالفرض وہی معنی لیے جائیں جو آپ سمجھے ہیں اور "عَلٰی" اور "اِلٰی" میں کوئی فرق نہ کیا جائے تب بھی یہ روایت دوامِ

حیات پر دلالت کرتی ہے، اس لئے کہ دن رات میں کوئی گھڑی اور کوئی گھنٹہ بلکہ کوئی منٹ اس سے خالی نہیں رہتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اندورونِ نماز اور بیرونِ نماز درود نہ بھیجا جاتا ہو، اس لئے دوامِ حیات لازم آئے گا۔

(مکتوبات شیخ الاسلام حصہ اول ص248 تا252)

حدیث نمبر4:

أخبرنا عبد الوهاب بن عبد الحكم الوراق قال حدثنا معاذ بن معاذ عن سفيان بن سعيد ح وأخبرنا محمود بن غيلان قال حدثنا وكيع وعبد الرزاق عن سفيان عن عبد الله بن السائب عن زاذان عن عبد الله قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن لله ملائكة سياحين في الأرض يبلغوني من أمتي السلام.

(سنن نسائی باب السلام علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم، صحیح ابن حبان رقم914 ذکر البیان بأن سلام المسلم علی المصطفی صلی اللہ علیہ وسلم یبلغ إیاہ ذلک فی قبرہ، مسند احمد رقم 10529، سنن دارمی 2774 باب فی فضل الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم، مسند ابی یعلی رقم 5213،)

مصححین:

1: امام ابو عبد اللہ الحاکم (م405ھ) (المستدرک ج:3 ص:197)

2: علامہ محمد بن احمد بن عبد الہادی الحنبلی (م744ھ) (الصارم المنکی ص:192)

3: امام شمس الدین الذہبی (م748ھ) (تلخیص علی المستدرک ج:3 ص:197)

4: امام نور الدین الہیثمی (م 807ھ). (مجمع الزوائد ج:8 ص:595)

5: امام محمد بن عبد الرحمن سخاوی شافعی (م902ھ). (القول البدیع ص:159)

6: امام علی بن احمد السمہودی (م 911ھ): وللبزاز برجال الصحيح عن ابن مسعود رضی الله عنه مرفوعا أن لله تعالى ملائكة سياحين يبلغوني عن أمتي. (خلاصة الوفاء ج1 ص43)

7: ناصر الدین الالبانی (م1420ھ): صحیح. (سنن النسائی: باب السلام علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

8: قال شعیب الأرنؤوط: إسناده صحيح على شرط مسلم. (صحیح ابن حبان رقم914 ذکر البیان بأن سلام المسلم علی المصطفی صلی اللہ علیہ وسلم یبلغ الخ)

9: قال حسین سلیم أسد: إسناده صحيح. (سنن دارمی 2774 باب فی فضل الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

حدیث نمبر5:

حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ عَنْ أَبِي الأَشْعَثِ الصَّنْعَانِيِّ عَنْ أَوْسِ بْنِ أَوْسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- «إِنَّ مِنْ أَفْضَلِ أَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِيهِ خُلِقَ آدَمُ وَفِيهِ قُبِضَ وَفِيهِ النَّفْخَةُ وَفِيهِ الصَّعْقَةُ فَأَكْثِرُوا عَلَيَّ مِنَ الصَّلاَةِ فِيهِ فَإِنَّ صَلاَتَكُمْ مَعْرُوضَةٌ عَلَيَّ». قَالَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَكَيْفَ تُعْرَضُ صَلاَتُنَا عَلَيْكَ وَقَدْ أَرِمْتَ يَقُولُونَ بَلِيتَ. فَقَالَ «إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ حَرَّمَ عَلَى الأَرْضِ أَجْسَادَ الأَنْبِيَاءِ».

(سنن ابی داؤد ج:1 ص:157، باب تَفْرِيعُ أَبْوَابِ الْجُمُعَةِ)

مصححین ومستدلین:

1: امام ابو عبد اللہ الحاکم (م405ھ). (المستدرک ج:1 ص:569، رقم الحدیث 1068)

2: حافظ ابو بکر محمد بن عبد اللہ ابن عربی (543): حديث حسن. (التذکرۃ: ج1 ص204)

3: حافظ عبد الغنی بن عبد الواحد المقدسی (م600ھ) (القول البدیع ص:167)

4: حافظ ابو محمد عبد العظیم بن عبد القوی منذری (م656ھ) (القول البدیع ص:163)

5:امام نووی (م676ھ). (کتاب الاذکار ص:150، رقم الحدیث 345)

6:امام شمس الدین الذہبی(م748ھ) (تلخیص علی المستدرک ج:1ص:568)

7:حافظ ابن القیم(م751ھ):ومن تأمل هذا الإسناد لم يشك في صحته لثقة رواته وشهرتهم وقبول الأئمة أحاديثهم.

(جلاء الافہام ج1ص80)

8:حافظ ابن کثیر دمشقی(م774ھ): وقد صحح هذا الحديث ابن خزيمة وابن حبان والدارقطني، والنووي في الأذكار.

(تفسیر ابن کثیر تحت الآیہ إِنَّ اللّٰہَ وَمَلَائِکَتَہُ الخ)

9:حافظ ابن حجر عسقلانی(م852ھ): و صححه ابن خزيمه وغيره. (فتح الباری ج:6ص؛595)

8:علامہ بدر الدین العینی(م855ھ): الموت ليس بعدم إنما هو انتقال من دار إلى دار فإذا كان هذا للشهداء كان الأنبياء بذلك أحق وأولى مع أنه صح عنه أن الأرض لا تأكل أجساد الأنبياء عليهم الصلاة والسلام.

(عمدۃ القاری: باب مایذکر فی الاشخاص والخصومۃ بین المسلم والیہودي)

10:ملا علی القاری(م1014ھ): فالأنبياء في قبورهم أحياء.(مرقات ج5ص32)

حدیث نمبر6:

حدثنا عمرو بن سواد المصري حدثنا عبد الله بن وهب عن عمرو بن الحارث عن سعيد بن أبي هلال عن زيد بن أيمن عن عبادة بن نسي عن أبي الدرداء قال قال رسول الله صلى الله عليه و سلم أكثروا الصلاة على يوم الجمعة . فإنه مشهود تشهده الملائكة. وإن أحدا لن يصلي علي إلا عرضت على صلاته حتى يفرغ منها قال قلت وبعد الموت ؟ قال: وبعد الموت. إن الله حرم على الأرض أن تأكل أجساد الأنبياء. فنبي الله حي يرزق. (سنن ابن ماجہ ص:118 باب ذکر وفاتہ صلی اللہ علیہ وسلم، تحریرات حدیث ص 331)

مصححین:

1:قال الحافظ عبد العظيم المنذری(م656ھ): اسناده جيد. (ترجمان السنۃ:ج3ص297)

2:قال ابو البقاء محمد بن موسىٰ بن عيسىٰ الدميری (م808ھ): رجاله ثقات. (فیض القدیر:ج2ص111)

3:حافظ ابن حجر عسقلانی(م852ھ): رجاله ثقات. (تہذیب التہذیب ج:2ص:537، تحت الترجمہ زید بن ایمن)

4: امام علی بن احمد السمہودی (م911ھ): ولابن ماجة بإسناد جيد عن أبي الدرداء رضی الله عنه مرفوعا أكثروا الصلاة علیّ يوم الجمعة. (خلاصۃ الوفاء ج1ص43)

5:ملا علی قاری (م1014ھ). (مرقاۃ ج:3ص:415)

6: قاضی محمد بن علی شوکانی(م1250ھ): وقد أخرج ابن ماجه بإسناد جيد. (نیل الاوطار ج:3ص:263)

7: شمس الحق عظیم آبادی غیر مقلد(م1329ھ): وقد أخرج ابن ماجه بإسناد جيد أنه صلى الله عليه و سلم قال لأبي الدرداء إن الله عز وجل حرم على الأرض أن تأكل أجساد الأنبياء. (عون المعبود ج3ص **261**)

حدیث نمبر7:

وقال أبو الشيخ في كتاب الصلاة على النبي حدثنا عبد الرحمن بن أحمد الأعرج حدثنا الحسن بن الصباح حدثنا أبو

معاوية حدثنا الأعمش عن أبي صالح عن أبي هريرة رضی الله عنه قال قال رسول الله من صلی علی عند قبری سمعته ومن صلی علی من بعيد أعلمته.

(جلاء الافہام ص54 مشکوۃ باب الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وفضلھا، تحریرات حدیث ص330)

مصححین ومستدلین :

1: قال الحافظ ابن حجر عسقلانی (م852ھ): وأخرجه أبو الشيخ فی كتاب الثواب بسند جيد بلفظ من صلی علی عند قبری سمعته ومن صلی علی نائيا بلغته. (فتح الباری ج6 ص488)

2: قال الامام محمد بن عبد الرحمن السخاوی (م902ھ): قال ابن القيم انه غريب قلت وسنده جيد.

(القول البدیع ص160)

3: قال الامام ابو الحسن علی بن محمد العراقی (م963ھ): وسنده جيد كما نقله السخاوی عن شيخه الحافظ ابن حجر.

(تنزیہ الشریعۃ: ج1 ص381)

4: قال الملا علی القاری (م1014ھ): ورواه أبو الشيخ وابن حبان فی كتاب ثواب الأعمال بسند جيد.

(مرقاۃ شرح مشکوۃ ج4 ص21)

وعن أبي هريرة قال قال رسول الله من صلی علی عند قبری سمعته أی سمعا حقيقيا بلا واسطة. (المرقاۃ: ج4 ص21)

5: قال الامام عبد الرؤف المناوی (م1031ھ): من صلی علی عند قبری سمعته ومن صلی علی نائيا) أی بعيدا عنی (أبلغته) أی أخبرت به من أحد من الملائكة وذلك لأن روحه تعلقا بمقر بدنه الشريف وحرام علی الأرض أن تأكل أجساد الأنبياء.

(فیض القدیر ج6 ص220)

6: قال القاضی ثناء الله (م1225ھ): قلت وجاز ان يكون ذلك لاجل ان النبی صلی الله عليه وسلم حیّ فی قبره ولذلك لم يورث ولم يتئم أزواجه عن أبي هريرة قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم من صلی علیّ عند قبری سمعته ومن صلّی علیّ نائيا أبلغته رواه البيهقی فی شعب الايمان. (التفسیر المظہری: ج7 ص373)

7: قال العلامه شبیر احمد العثمانی (م1369ھ): واخرجه ابو الشيخ فی كتاب الثواب بسند جيد. (فتح الملہم ج1 ص330)

حدیث نمبر 8:

حدثنا أحمد بن عيسى حدثنا ابن وهب عن أبي صخر أن سعيدا المقبری أخبره أنه سمع أباه ريرة يقول: سمعت رسول الله صلی الله عليه و سلم يقول: والذی نفس أبي القاسم بيده لينزلن عيسى بن مريم إماما مقسطا وحكما عدلا فليكسرن الصليب وليقتلن الخنزير وليصلحن ذات البين وليذهبن الشحناء وليعرضن عليه المال فلا يقبله ثم لئن قام علی قبری فقال: يا محمد لأجيبنه.

(مسند ابی یعلیٰ ص:1149 رقم الحدیث 6577، المطالب العالیہ باب علامات الساعۃ)

وليأتين قبری حتی يسلم علی ولأردن عليه.

(المستدرک ج3 ص490 رقم 4218)

مصححین:

1: امام ابو عبد اللہ الحاکم (م405ھ): هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه. (المستدرک رقم 4218)

2: علامہ نور الدین ہیثمی (م 807ھ): رواہ أبو یعلی ورجالہ رجال الصحیح. (مجمع الزوائد: ج8 ص387 رقم الحدیث 13813)

3: حسین سلیم اسد: إسنادہ صحیح. (مسند ابی یعلیٰ: ص1149 رقم الحدیث 6577)

احادیث حیاۃ الانبیاء متواتر ہیں:

1: امام سیوطیؒ فرماتے ہیں:

فاقول حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی قبرہ ھو وسائر الانبیاء معلومۃ عندنا علماً قطعیاً لما قام عندنا من الادلۃ فی ذلک و تواترت بہ الاخبار. ((الحاوی للفتاویٰ ص:554))

2: وَسُئِلَ رضی اللہُ عنہ عن حدیث أَحْمَدَ وَأَبِي دَاوُدَ وَالْبَيْهَقِيِّ ما من أَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ إلَّا رَدَّ اللَّهُ إلَيَّ وفی رِوَايَةٍ عَلَيَّ رُوحِي حتى أَرُدَّ عليه السَّلَامَ ما الْجَوَابُ عنه مع الْإِجْمَاعِ على حَيَاةِ الْأَنْبِيَاءِ كما تَوَاتَرَتْ بِهِ الْأَخْبَارُ. (الفتاوی الکبریٰ: ج2 ص135)

3: "نظم المتناثر فی الحدیث المتواتر" میں بھی حیاۃ الانبیاء علیہم السلام کی احادیث کو متواتر کہا گیا ہے۔

اور اصول حدیث کا قاعدہ ہے کہ جب کسی مسئلے کی احادیث کو تواتر کا درجہ حاصل ہو جائے تو اس کی سند پر بحث کرنا جائز نہیں۔

♣ والمتواتر لا يُبْحثُ عن رجالہ أي عن صفاتھم بل يجب العمل بہ من غير بحث. (شرح نخبۃ الفکر لعلی القاری ج1 ص186)

♣ ولذلك يجب العمل بہ من غير بحث عن رجالہ. (تدریب الراوی ج2 ص176)

♣ المتواتر فإنہ صحيح قطعا ولا يشترط فيہ مجموع ھذہ الشروط (تدریب الراوی ج1 ص68)

♣ ومن شأنہ أن لا يشترط عدالۃ رجالہ بخلاف غيرہ. (قفو الاثر لابن الحنبلی ج1 ص46)

♣ لأن المتواتر لا يُسأل عن أحوال رجالہ. (شرح نخبۃ الفکر لعلی القاری ج1 ص161)

♣ ومن شانہ ان لا يشترط عدالۃ رجالہ بخلاف غيرہ. (قواعد فی علوم الحدیث ص:32)

آثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین

اثر نمبر 1: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يُذِيقُكَ اللَّهُ الْمَوْتَتَيْنِ أَبَدًا. (صحیح بخاری ج1 ص517)

مستدلین:

♣ قولہ لا يذيقك اللہ الموتتين بضم الياء من الإذاقۃ وأراد بالموتتين الموت فی الدنيا والموت فی القبر وھما الموتتان المعروفتان المشھورتان فلذلك ذكرھما بالتعريف وھما الموتتان الواقعتان لكل أحد غير الأنبياء عليھم الصلاۃ والسلام فإنھم لا يموتون فی قبورھم بل ھم أحياء وأما سائر الخلق فإنھم يموتون فی القبور ثم يحيون يوم القيامۃ ومذھب أھل السنۃ والجماعۃ أن فی القبر حياۃ وموتا فلا بد من ذوق الموتتين لكل أحد غير الأنبياء وقد تمسك بقولہ لا يذيقك اللہ الموتتين من أنكر الحياۃ فی القبر وھم المعتزلۃ ومن نحا نحوھم.

(عمدۃ القاری ج:11 ص:403 کتاب فضائل الصحابہ)

♣ واحسن من ھذا الجواب ان يقال ان حياتہ صلی اللہ عليہ و سلم فی القبر لا يعقبھا موت بل يستمر حيا والأنبياء احياء فی قبورھم ولعل ھذا ھو الحكمۃ فی تعريف الموتتين حيث قال لا يذيقك اللہ الموتتين المعروفتين المشھورتين الواقعتين لكل أحد غير الأنبياء. (فتح الباری ج7 ص29)

♣ والاحسن ان یقال ان حیاته صلی الله علیه وسلم لا یتعقبها موت بل یستمر حیاً والانبیاء احیاء فی قبورهم.

(حاشیہ بخاری ج:1ص:517)

♣ قال الکرمانی : ویحتمل ان یراد ان حیاتك فی القبر لایعقبها موت فلاتذوق مشقة الموت مرتین بخلاف سائر الضلق فانهم یموتون فی القبر ثم یحیون یوم القیامة.

(الکنز المتواری ج14 ص162)

اثر نمبر2: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ

عَنْ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ كُنْتُ قَائِمًا فِي الْمَسْجِدِ فَحَصَبَنِي رَجُلٌ فَنَظَرْتُ فَإِذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ اذْهَبْ فَأْتِنِي بِهَذَيْنِ فَجِئْتُهُ بِهِمَا قَالَ مَنْ أَنْتُمَا أَوْ مِنْ أَيْنَ أَنْتُمَا قَالَا مِنْ أَهْلِ الطَّائِفِ قَالَ لَوْ كُنْتُمَا مِنْ أَهْلِ الْبَلَدِ لَأَوْجَعْتُكُمَا تَرْفَعَانِ أَصْوَاتَكُمَا فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(صحیح بخاری ج1 ص67 باب رَفْعِ الصَّوْتِ فِي الْمَسَاجِدِ)

♣ أنه علیه السلام فی قبره حی وقال تعالی لا ترفعوا أصواتکم فوق صوت النبی الحجرات

(مرقاۃ المفاتیح باب المساجد ومواضع الصلاۃ)

اثر نمبر3،4: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَدْخُلُ بَيْتِي الَّذِي دُفِنَ فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي فَأَضَعُ ثَوْبِي فَأَقُولُ إِنَّمَا هُوَ زَوْجِي وَأَبِي فَلَمَّا دُفِنَ عُمَرُ مَعَهُمْ فَوَاللَّهِ مَا دَخَلْتُ إِلَّا وَأَنَا مَشْدُودَةٌ عَلَيَّ ثِيَابِي حَيَاءً مِنْ عُمَرَ. (مسند احمد رقم 25660)

وقد کانت عائشة رضی الله عنه تسمع الوتد أو المسمار یضرب فی بعض الدور المطیفة بالمسجد فترسل إلیهم لا تؤذوا رسول الله صلی الله علیه وسلم. (خلاصۃ الوفاء: ج1 ص166)

اثر نمبر5: حضرت بلال بن الحارث المزنی رضی اللہ عنہ

عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ مَالِكِ الدَّارِ, قَالَ: وَكَانَ خَازِنَ عُمَرَ عَلَى الطَّعَامِ, قَالَ: أَصَابَ النَّاسَ قَحْطٌ فِي زَمَنِ عُمَرَ, فَجَاءَ رَجُلٌ إِلَى قَبْرِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم, فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ, اسْتَسْقِ لأُمَّتِكَ فَإِنَّهُمْ قَدْ هَلَكُوا, فَأُتِيَ الرَّجُلُ فِي الْمَنَامِ فَقِيلَ لَهُ: ائْتِ عُمَرَ فَأَقْرِئْهُ السَّلاَمَ, وَأَخْبِرْهُ أَنَّكُمْ مستسقون قُلْ لَهُ: عَلَيْك الْكَيْسُ, عَلَيْك الْكَيْسُ, فَأَتَى عُمَرَ فَأَخْبَرَهُ فَبَكَى عُمَرُ, ثُمَّ قَالَ: يَا رَبِّ لاَ آلُو إلاَّ مَا عَجَزْت عَنْهُ. (مصنف ابن ابی شیبۃ: باب ماذکر فی فضل عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ)

اجماع امت اور عقیدہ حیات انبیاء علیہم السلام

1: قال أبو بکر محمد بن الحسین بن عبد الله الآجُرّیُّ البغدادی (م360ھ):

وقد روی عن أبی بکر الصدیق رضی الله عنه أنه لما حضرته الوفاة، قال لهم: إذا مت وفرغتم من جهازی فاحملونی حتی تقفوا بباب البیت الذی فیه قبر النبی صلی الله علیه وسلم، فقفوا بالباب وقولوا: السلام علیك یا رسول الله، هذا أبو بکر یستأذن فإن أذن لکم وفتح الباب، وکان الباب مغلقا، فأدخلونی فادفنونی، وإن لم یؤذن لکم فأخرجونی إلی البقیع وادفنونی. ففعلوا فلما وقفوا بالباب وقالوا هذا: سقط القفل وانفتح الباب، وسمع هاتف من داخل البیت: أدخلوا الحبیب إلی الحبیب فإن الحبیب إلی الحبیب مشتاق. (الشریعہ للآجری ج5 ص70، تفسیر کبیر ج:21 ص:87، سورۃ کہف آیت: أَمْ حَسِبْتَ أَنَّ أَصْحَابَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيمِ، تفسیر السراج المنیر ج2 ص288، تفسیر نیسابوری ج5 ص167، غرائب القرآن ج4 ص416، سیرت حلبیہ ج3 ص393)

2 : امام محمد بن عبد الرحمن سخاوی (م902ھ) فرماتے ہیں:

ونحن نؤمن ونصدق بانه صلی الله علیه وسلم حیی یرزق فی قبره...والاجماع علی هذا. (القول البدیع ص:172)

3 : محمد بن علان الصدیق الشافعی (1057ھ) فرماتے ہیں:

والاجماع علی انه صلی الله علیه وسلم حیی فی قبره علی الدوام. (دلیل الفالحین لطرق ریاض الصالحین ج:7ص:195-196)

4: شیخ داؤد سلیمان البغدادی (م1299ھ) فرماتے ہیں:

وروی البیهقی وغیره باسانید صحیحة عنه صلی الله علیه وسلم انه قال الانبیاء احیاء فی قبورهم یصلون وورد ان الله حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء وقد اطبق العلماء علی ذالك. (المنحۃ الوھبیۃ فی رد الوھابیۃ ص:6)

5: شیخ عبد الحق محدث دہلوی حنفی (م1052ھ) فرماتے ہیں:

بباید حیات انبیاء متفق علیه است هیچ کس رادروئے خلاف نیست حیات جسمانی دنیاوی حقیقی نه حیات معنوی روحانی. (اشعۃ اللمعات ج:1ص:574)

9: قطب الاقطاب حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی (م 1322ھ) فرماتے ہیں:

انبیاء کو اسی وجہ سے مستثنیٰ کیا گیا ہے کہ ان کے سماع میں کسی کو اختلاف نہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص:173)

10 : حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی (م1362ھ) فرماتے ہیں:

بہر حال یہ بات باتفاق امت ثابت ہے کہ انبیاء علیہم السلام قبر میں زندہ رہتے ہیں۔ (اشرف الجواب ص:321 وفی نسخہ ص:225)

11 : مولانا محمد ادریس کاندھلوی (م 1394ھ) فرماتے ہیں:

تمام اھل السنت والجماعت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام وفات کے بعد اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

(سیرت المصطفیٰ ج:3ص:249)

12 : مولانا خیر محمد جالندھری فرماتے ہیں:

عالم برزخ میں جملہ انبیاء علیہم السلام کی حیات حقیقیہ دنیویہ بجسد ھم العنصری کا مسئلہ اہل سنت والجماعت میں متفق علیہ مسئلہ ہے۔

(القول النقی فی حیات النبی ص30)

13: مفکر اسلام مفتی محمود (م1400ھ) فرماتے ہیں:

یہ امر بھی علماء اہل سنت والجماعت کے نزدیک مسلم اور مجمع علیہ ہے کہ بحالت موجودیعنی عالم برزخ میں آپ جسمانی حیات سے زندہ ہیں۔(القول النقی فی حیات النبی 32)

فائدہ : اگر کسی عقیدہ یا مسئلہ پر اجماع ہو جائے تو اجماع کا درجہ سند سے بھی زیادہ قوی ہوتا ہے یعنی اس مسئلہ کی احادیث پر سندی بحث کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔

♣ قال الامام ابن عبد البر المالکی (م463ھ):

وقد روی عن جابر بن عبد الله بإسناد لا یصح أن النبی صلی الله علیه وسلم قال: "الدینار أربعة وعشرون قیراطا" وهذا الحدیث وإن لم یصح إسناده ففی قول جماعة العلماء به وإجماع الناس علی معناه ما یغنی عن الإسناد فیه.

(التمہید لابن عبد البر ج20 ص145)

♣ سلطان المحدثین ملا علی القاری (م1014ھ) فرماتے ہیں:

وقد قال عطاء الإجماع أقوی من الإسناد. (المرقاۃ شرح المشکاۃ لملا علی القاری ج1 ص117)

♣ غیر مقلدین کے پیشوا علامہ محمد بن علی شوکانی (م1250ھ) لکھتے ہیں:

وقد اتفق أهل الحديث على ضعف هذه الزيادة لكنه قد وقع الإجماع على مضمونها.

(الدراری المضیۃ شرح الدرر البہیۃ للشوکانی: ج1 ص19)

دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:

وفي إسناده إبراهيم بن محمد شيخ الشافعي وهو ضعيف وقد وقع الإجماع على ما أفادته الأحاديث

(الدراری المضیۃ شرح الدرر البہیۃ للشوکانی: ج1 ص19)

فائدہ فی اهمية الاجماع:

♣ علامہ ابن تیمیہ (م728ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ أَصْحَابَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْمَعُوا عَلَى تَحْرِيمِ هَذِهِ الْحِيَلِ وَإِبْطَالِهَا، وَإِجْمَاعُهُمْ حُجَّةٌ قَاطِعَةٌ يَجِبُ اتِّبَاعُهَا بَلْ هِيَ أَوْكَدُ الْحُجَجِ وَهِيَ مُقَدَّمَةٌ عَلَى غَيْرِهَا، وَلَيْسَ هَذَا مَوْضِعُ تَقْرِيرِ ذَلِكَ، فَإِنَّ هَذَا الْأَصْلَ مُقَرَّرٌ فِي مَوْضِعِهِ، وَلَيْسَ فِيهِ بَيْنَ الْفُقَهَاءِ بَلْ وَلَا بَيْنَ سَائِرِ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ خِلَافٌ،

(الفتاوی الکبریٰ لابن تیمیہ: ج6 ص162)

♣ امام محمد بن محمد الغزالی (م505ھ) فرماتے ہیں:

يجب على المجتهد في كل مسألة أن يرد نظره إلى النفي الأصلي قبل ورود الشرع ثم يبحث عن الأدلة السمعية المغيرة فينظر أول شيء في الإجماع فإن وجد في المسألة إجماعا ترك النظر في الكتاب والسنة فإنهما يقبلان النسخ والإجماع لا يقبله فالإجماع على خلاف ما في الكتاب والسنة دليل قاطع على النسخ إذ لا تجتمع الأمة على الخطأ. (المستصفی للغزالی ج1 ص374)

♣ امام فخر الدین محمد بن عمر الرازی (م604ھ) فرماتے ہیں:

احتج نفاة القياس بهذه الآية فقالوا: المكلف إذا نزلت به واقعة فإن كان عالماً بحكمها لم يجز له القياس، وإن لم يكن عالماً بحكمها وجب عليه سؤال من كان عالماً بها لظاهر هذه الآية، ولو كان القياس حجة لما وجب عليه سؤال العالم لأجل أنه يمكنه استنباط ذلك الحكم بواسطة القياس، فثبت أن تجويز العمل بالقياس يوجب ترك العمل بظاهر هذه الآية فوجب أن لا يجوز. والله أعلم.

وجوابه: أنه ثبت جواز العمل بالقياس بإجماع الصحابة، والإجماع أقوى من هذا الدليل. (تفسیر کبیر للرازی: ج20 ص37)

عقیدہ حیات الانبیاء علیہم الصلوۃ والسلام اور مذاہب اربعہ

ائمہ احناف:

علامہ بدر الدین العینی (م855ھ)

فإنهم لا يموتون في قبورهم بل هم أحياء... ومذهب أهل السنة والجماعة أن في القبر حياة وموتا فلا بد من ذوق الموتتين لكل أحد غير الأنبياء. (عمدة القاري ج:11 ص:403 كتاب فضائل الصحابه)

ملا علی قاری (م1014ھ)

أن الأنبياء أحياء في قبورهم فيمكن لهم سماع صلاة من صلى عليهم. (مرقات ج5 ص32)

علامہ حسن بن عمار بن علی الشرنبلالی (م1069ھ)

ومما هو مقرر عند المحققين أنه صلى الله عليه و سلم حی يرزق ممتع بجميع الأعمال والعبادات غير أنه حجب عن أبصار القاصرين عن شريف المقامات... ينبغي لمن قصد زيارة النبی صلى الله عليه و سلم أن يكثر من الصلاة عليه فإنه يسمعها أو تبلغ إليه.

(مراقی الفلاح ص430 فصل: في زيارة النبي صلى الله عليه وسلم على سبيل الاختصار تبعالما قال في الاختيار)

علامہ محمد امین ابن عابدین الشامی (م1252ھ)

ولا يخفى ما فی كلامه من إيهام انقطاع حقيقتها بعده فقد أفاد فی الدر المنتقى أنه خلاف الإجماع

قلت وأما ما نسب إلى الإمام الأشعری إمام أهل السنة والجماعة من إنكار ثبوتها بعد الموت فهو افتراء وبهتان والمصرح به فی كتبه و كتب أصحابه خلاف ما نسب إليه بعض أعدائه لأن الأنبياء عليهم الصلاة والسلام أحياء فی قبورهم وقد أقام النكير على افتراء ذلك الإمام العارف أبو القاسم القشيری فی كتابه شكاية السنة و كذا غيره كما بسط ذلك الإمام ابن السبكی فی طبقاته الكبرى فی ترجمة الإمام الأشعری. (حاشیۃ ابن عابدین ج4ص151)

ائمہ مالکیہ:

امام علی بن احمد السمہودی (م911ھ):

ولا شك فی حياته صلى الله عليه وسلم بعد الموت و كذا سائر الأنبياء عليهم السلام حياة أكمل من حياة الشهداء التی أخبر الله بها فی كتابه العزيز وهو صلى الله عليه وسلم سيد الشهداء وأعمال الشهداء فی ميزانه.

(خلاصۃ الوفاء: ج1ص43)

ائمہ شوافع:

امام تاج الدین ابونصر عبدالوہاب بن علی سبکی (م771ھ):

ومن عقائدنا أن الأنبياء عليهم السلام أحياء فی قبورهم فأين الموت... وصنف البيهقی رحمه الله جزءا سمعناه فی حياة الأنبياء عليهم السلام فی قبورهم واشتد نكير الأشاعرة على من نسب هذا القول إلى الشيخ.

(طبقات الشافعیۃ الکبریٰ: ج3، 384،385)

حافظ ابن حجر عسقلانی (م852ھ):

واحسن من هذا الجواب ان يقال ان حياته صلى الله عليه و سلم فی القبر لا يعقبها موت بل يستمر حيا والأنبياء احياء فی قبورهم ولعل هذا هو الحكمة فی تعريف الموتتين حيث قال لا يذيقك الله الموتتين المعروفتين المشهورتين الواقعتين لكل أحد غير الأنبياء. (فتح الباری ج7ص29)

وإذا ثبت أنهم أحياء من حيث النقل فإنه يقويه من حيث النظر كون الشهداء أحياء بنص القرآن والأنبياء أفضل من الشهداء. (فتح الباری ج6ص595)

فائدہ:

ائمہ شوافع میں سے امام جلال الدین سیوطی اور امام ابو بکر البیہقی نے اس موضوع پر مستقل کتاب تحریر فرمائی ہے۔

ائمہ حنابلہ:

امام ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن قدامۃ المقدسی (م620ھ)

ویستحب زیارۃ قبر النبی صلی اللہ علیہ و سلم لما روی الدارقطنی بإسنادہ عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم من حج فزار قبری بعد وفاتی فکانما زارنی فی حیاتی... عن أبی ھریرۃ أن النبی صلی اللہ علیہ و سلم قال: ما من أحد یسلم علی عند قبری إلا رد اللہ علی روحی حتی أرد علیہ السلام... ویروی عن العتبی قال: کنت جالسا عند قبر النبی صلی اللہ علیہ و سلم فجاء إعرابی فقال: السلام علیك یا رسول اللہ سمعت اللہ یقول: (ولو أنھم إذ ظلموا أنفسھم جاؤوك فاستغفروا اللہ واستغفر لھم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما وقد جئتك مستغفرا الذنبی مستشفعا بك إلی ربی ثم أنشأ یقول:

(یا خیر من دفنت بالقاع أعظمہ... فطاب من طیبھن القاع والأکم)

(نفسی الفداء لقبر أنت ساکنہ... فیہ العفاف وفیہ الجود والکرم)

ثم انصرف الإعرابی فحملتنی عین فنمت فرأیت النبی صلی اللہ علیہ و سلم فی النوم فقال: عتبی الحق الإعرابی فبشرہ أن اللہ قد غفر لہ... ثم تأتی القبر فتولی ظھرہ القبلۃ وتستقبل وتقول: السلام علیك أیھا النبی صلی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ... اللھم إنك قلت وقولك الحق: (ولو أنھم إذ ظلموا أنفسھم جاؤوك فاستغفروا اللہ واستغفر لھم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما) وقد أتیتك مستغفرا من ذنوبی مستشفعا بك إلی ربی فأسألك یا رب أن توجب لی المغفرۃ کما أوجبتھا لمن أتاہ فی حیاتہ.

(المغنی لابن قدامہ ج3 ص599، 600)

حافظ ابن تیمیہ الحنبلی (م728ھ)

وَهُوَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْمَعُ السَّلَامَ مِنَ الْقَرِيبِ وَتُبَلِّغُهُ الْمَلَائِكَةُ الصَّلَاةَ وَالسَّلَامَ عَلَيْهِ مِنَ الْبَعِيدِ.

(مجموع الفتاوی ج27 ص384)

عقیدہ حیات الانبیاء علیہم الصلوۃ والسلام اور اکابرین دیوبند

قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی:

♣ رسول اللہ ﷺ بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام بالیقین قبر میں زندہ ہیں آپ اب تک بقید حیات ہیں پر شیعہ نہ سمجھیں تو کیا کیجیے؟

(ھدیۃ الشیعۃ ص359)

♣ انبیاء کرام علیہم السلام کو انہیں اجسام دنیاوی کے تعلق کے اعتبار سے زندہ سمجھتا ہوں۔ (لطائف قاسمیہ ص3)

قطب الاقطاب حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی:

آپ ﷺ اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں ونبی اللہ حی یرزق، اس مضمون حیات کو بھی مولوی محمد قاسم صاحب سلمہ اللہ تعالی نے اپنے رسالہ آب حیات میں بمالا مزید علیہ ثابت کیا ہے۔ (ھدایۃ الشیعہ ص49)

حضرت مولانا احمد علی السہارنپوری:

والاحسن ان یقال ان حیاتہ صلی اللہ علیہ و سلم لا یتعقبھا موت بل یستمر حیا والانبیاء احیاء فی قبورھم.

(بخاری شریف ج1 ص517 حاشیہ)

شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندی:

♣ ’’المہند علی المفند‘‘ پر تصدیقی دستخط کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

وھو معتقدنا ومعتقد مشائخنا جمیعا لاریب فیہ. (المہند علی المفند ص74)

♣ تقدیر الکلام مامن احد یسلم علی الا ارد علیہ السلام لانی حی اقدر علی رد السلام ۔ (حاشیہ سنن ابی داؤد: ج1 ص286)

♣ قولہ ان اللہ حرم علی الارض ای منعھا وفیہ مبالغۃ لطیفۃ اجساد الانبیاء ای من ان تاکلھا فالانبیاء فی قبورھم احیاء.

(حاشیہ سنن ابی داؤد: ج1 ص157)

فخر المحدثین مولانا خلیل احمد سہارنپوری:

♣ ان نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حی فی قبرہ کما ان الانبیاء علیھم السلام احیاء فی قبورھم.

(بذل المجہود شرح ابی داؤد ، ج2 ص117 باب مایقول فی التشہد)

♣ زائرین جو بے باکانہ اونچی آواز سے صلاۃ سلام پڑھتے اس سے آپ کو بہت تکلیف ہوتی اور فرمایا کرتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حیات ہیں اور ایسی آواز سے سلام عرض کرنا بے ادبی اور آپ کی ایذاء کا سبب ہے لہذا پست آواز سے سلام عرض کرنا چاہیے اور یہ بھی فرمایا کہ مسجد نبوی کی حد میں کتنی ہی پست آواز سے سلام عرض کیا جائے اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود سنتے ہیں۔ (تذکرۃ الخلیل ص:370)

رئیس المفسرین مولانا حسین علی الوانی واں بھچروی:

عن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثروا الصلوۃ علی یوم الجمعۃ فانہ مشھود تشھدہ الملائکۃ ان واحد الن یصلی علی الاعرضت علی صلا تہ حین یفرغ منھا قال قلت وبعد الموت قال: وبعد الموت: ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء فنبی اللہ حی یرزق وقد صنف السیوطی رسالۃ انباء الاذکیاء فی حیات الانبیاء.

(تحریرات حدیث علی اصول التحقیق ص331، رسالہ درود شریف، حدیث نمبر 8 ط: اشاعت اکیڈمی پشاور)

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی:

♣ حضرت ابو درداؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء کرامؑ کے جسموں کو کھا سکے پس خدا کے پیغمبر زندہ ہوتے ہیں اور ان کو رزق دیا جاتا ہے روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے۔

فائدہ: پس آپ کا زندہ رہنا بھی قبر شریف میں ثابت ہوا۔ (نشر الطیب ص199)

♣ بہر حال یہ بات باتفاق امت ثابت ہے کہ انبیاءؑ علیہم لسلام قبر میں زندہ رہتے ہیں۔ (اشرف الجواب ص321)

♣ حضور ﷺ کی قبر مبارک کے لئے بہت کچھ شرف حاصل ہے کیونکہ جسد اطہر اسکے اندر موجود ہے۔ بلکہ خود حضور ﷺ یعنی جسد مع تلبس الروح اس کے اندر تشریف رکھتے ہیں۔ کیونکہ آپ ﷺ قبر میں زندہ ہیں۔ قریب قریب تمام اہل حق اس پر متفق ہیں۔ صحابہؓ کا بھی یہی اعتقاد ہے۔ حدیث بھی نص ہے کہ ان نبی اللہ حی فی قبرہ یرزق۔ (اشرف الجواب ص319،318)

♣ حضور ﷺ قبر شریف میں زندہ ہیں۔ (اشرف الجواب ص222)

♣ آپ ﷺ بنص حدیث قبر میں زندہ ہیں۔ (التکشف ص675)

خاتم المحدثین حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری:

وفی البیھقی عن انس رضی اللہ عنہ وصححہ ووافقہ الحافظ (ابن حجر رحمہ اللہ) فی المجلد السادس ان الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون.

(فیض الباری علی صحیح البخاری ج2، کتاب الصلوۃ باب رفع الصوت ص64)

شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی:

یہ اکابر علماء دیوبند وفات ظاہری کے بعد انبیاء علیہم السلام کی حیات جسمانی کے صرف قائل ہی نہیں بلکہ مثبت بھی ہیں اور بڑے زوروشور سے اس پر دلائل قائم کرتے ہیں۔ متعدد رسائل اس بارہ میں تصنیف فرما چکے ہیں۔ رسالہ آب حیات نہایت ہی مسبوط رسالہ خاص اس مسئلہ کے لئے لکھا گیا ہے (معلوم ہوا کہ آب حیات لکھنے کی غرض صرف ردروافض ہی نہیں بلکہ اثبات عقیدہ حیات النبیؐ بھی تھا) نیز ھدیۃ الشیعہ' اجوبہ اربعین حصہ دوئم اور دیگر رسائل مطبوعہ مصنفہ حضرت نانوتوی قدس سرہٗ العزیز اس مضمون سے بھرے ہوئے ہیں۔

(نقش حیات ص160)

حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ دہلوی:

اس خیال اور اعتقاد سے ندا کرنا کہ آنحضرت ﷺ کی روح مبارک مجلس مولود میں آتی ہے اسکا شریعت مقدسہ میں کوئی ثبوت نہیں اور کئی وجہ سے یہ خیال باطل ہے اول یہ کہ حضرت رسالت پناہ ﷺ قبر مبارک میں زندہ ہیں جیسا کہ اہل سنت والجماعت کا مذہب ہے تو پھر آپ ﷺ کی روح مبارک کا مجالس میلاد میں آنا بدن سے مفارقت کرکے ہوتا ہے؟ یا کسی اور طریقے سے؟ اگر مفارقت کرکے مانا جائے تو آپ ﷺ کا قبر مطہر میں زندہ ہونا باطل ہوتا ہے یا کم از کم اس زندگی میں فرق آنا ثابت ہوتا ہے تو یہ صورت علاوہ اس کے کہ بے ثبوت ہے باعث توہین ہے نہ موجب تعظیم۔ (کفایت المفتی 'ج1 ص169' 177 ط: دارالاشاعت کراچی)

شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی:

♣ قرآن کریم کی آیت "وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَاۤ اَنْ تَنْكِحُوْۤا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖۤ اَبَدًا" (سورۃ احزاب 53) کے تحت لکھتے ہیں:

"اس مسئلہ کی نہایت محققانہ بحث حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی آب حیات میں ہے۔" (تفسیر عثمانی ص567)

♣ آیت "وَجِئْنَا بِكَ شَهِيْدًا عَلٰى هٰۤؤُلَاۤءِ" (سورۃ نحل آیت 89) کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"حدیث میں آیا ہے کہ امت کے اعمال ہر روز حضور ﷺ کے روبرو پیش کئے جاتے ہیں آپ اعمال خیر کو دیکھ کر خدا کا شکر ادا کرتے ہیں اور بداعمالیوں پر مطلع ہو کر نالائقوں کے لئے استغفار فرماتے ہیں۔" (تفسیر عثمانی ص366)

♣ ودلت النصوص الصحیحۃ علی حیات الانبیاء علیھم الصلوٰۃ والسلام۔

(فتح الملہم شرح صحیح مسلم ج1 ص325 کتاب الایمان باب الاسراء برسول اللہ ﷺ الی السموات وفرض الصلوات)

حضرت مولانا منظور احمد نعمانی:

سب کے نزدیک مسلم اور دلائل شرعیہ سے ثابت ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور خاص کر سید الانبیاء ﷺ کو اپنی قبور میں زندگی حاصل ہے۔ (معارف الحدیث ج5 ص280)

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی:

♣ انبیاءؑ اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں۔ (خصائل نبوی ﷺ شرح شمائل ترمذی ص252 باب ماجاء فی میراث رسول اللہ)

♣ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی قبور میں زندہ ہیں علامہ سخاوی نے قول بدیع میں لکھا ہے ہم اس پر ایمان لاتے ہیں اور اس کی تصدیق کرتے ہیں کہ حضور ﷺ اقدس زندہ ہیں اپنی قبر شریف میں۔ اور آپ کے بدن اطہر کو زمین نہیں کھا سکتی اور اس پر (امت مسلمہ کا) اجماع ہے۔ امام بیہقیؒ نے انبیاء کی حیات میں ایک مستقل رسالہ تصنیف فرمایا ہے اور حضرت انسؓ کی حدیث ہے الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون کہ انبیاءؑ اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔ علامہ سخاویؒ نے اس کی مختلف طرق سے تخریج کی ہے۔ (فضائل درود شریف ص25)

مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن:

انبیاء علیہم السلام کی حیات قوی تر ہے اور نصوص صرف انبیاء علیہم السلام اور شھداء کی حیات میں وارد ہیں۔ حدیث شریف میں ہے:
ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء فنبی اللہ حیی یرزق الحدیث۔ (فتاوی دارالعلوم دیوبند مکمل ومدلل، ج5 ص319)

فخر الاسلام حضرت مولانا فخر الدین احمد:

باب رفع الصَّوْتِ فِي المسجد حدثنا علیّ بن عبداللہ بن جعفربن نجیح المدینی قال نا یحیی بن سعیدنِ القطان قال ناالجعید بن عبدالرحمٰن قال حدَّثنی یزید بن خصیفۃ عن السّائب بن یزید قال کنت قائما فی المسجد فحصبنی رجل فنظرت الیہ فاذا عمر بن الخطّاب فقال اذھب فأتنی بھٰذین فجئتہ بھما فقال ممّن انتما اومن این انتما قالا من اھل الطّائف قال لو کنتما من اھل البلد لاوجعتکما ترفعانِ اصواتکما فی مسجد رسول اللہِ صلّی اللہُ علیہ وسلّم۔

مزار اقدس کے احترام میں صحابہؓ کا عمل:۔

حضرت عمرؓ کا ارشاد ترفعان اصواتکما الخ احترام مسجد کے ساتھ قرآن کریم کی آیت لاترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولاتجھروا لہ بالقول کجھر بعضکم لبعض (الحجرات 2) سے بھی ماخوذ ہے کہ اے ایمان والو! اپنی آوازوں کو پیغمبر علیہ السلام کی آواز سے بلند نہ کرو اور نہ ان کے سامنے اس طرح زور سے بولو جیسے آپس میں بولتے ہو، پیغمبر علیہ السلام کی زندگی میں بھی یہی حکم تھا اور وفات کے بعد بھی یہی حکم ہے کیونکہ آپ قبر شریف میں بھی حیات سے متصف ہیں، حضرت عمرؓ کی رائے تو روایاتِ باب سے معلوم ہوگئی کہ وہ وفات کے بعد بھی قبر شریف کے قریب بلند آواز سے بولنے پر تنبیہ فرمارہے ہیں۔ حضرت ابو بکرؓ کے بارے میں بھی یہی منقول ہے کہ وہ مسجد نبوی ﷺ میں بلند آواز سے بولنے پر نکیر فرماتے اور کہتے کہ تم نے رسول اللہ ﷺ کو قبر شریف میں اذیت پہنچائی، حضرت علی نے ایک مرتبہ اپنے دروازے کے لئے کواڑ بنوائے تو حکم دیا کہ انہیں اتنی دور بیٹھ کر بنایا جائے کہ انکی آواز مسجد نبوی میں نہ آئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر مبارک میں تکلیف نہ ہو، حضرت عائشہؓ سے منقول ہے کہ اگر حجرہ اطہر کے قریب کسی دیوار میں کیل ٹھوکنے کی آواز آتی تو فوراً کسی قاصد کو بھیج کر منع کرادیتی تھیں لاتوذوا رسول اللہ (ﷺ) کہ رسول اللہ ﷺ کو تکلیف مت پہنچاؤ۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے یہ تمام اقوال وافعال تقی الدین سبکی کی شفاء السقام میں موجود ہیں۔ حیات انبیاء کے مسئلہ پر تفصیلی گفتگو کسی اور موقع پر کی جائے گی۔ انشاء اللہ

(ایضاح البخاری، شرح بخاری شریف، جلد 3، ص269)

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی:

- ♣ برزخ میں انبیاءؑ کی حیات کا مسئلہ معروف ومشہور اور جمہور علماء کا اجماعی مسئلہ ہے۔ علماء دیوبند حسب عقیدہ اہلسنت والجماعت برزخ میں انبیاء کرامؑ کی حیات کے اس تفصیل سے قائل ہیں۔ کہ نبی کریم ﷺ اور تمام انبیاء کرامؑ وفات کے بعد اپنی اپنی پاک قبروں میں زندہ ہیں۔ اور ان کے اجسام کے ساتھ انکی ارواح مبارکہ کا ویسا ہی تعلق قائم ہے جیسا کہ دینوی زندگی میں قائم تھا۔ وہ عبادت میں مشغول ہیں نمازیں پڑھتے ہیں انہیں رزق دیا جاتا ہے اور وہ قبور مبارکہ پر حاضر ہونے والوں کا صلوٰۃ وسلام سنتے ہیں۔ علماء دیوبند نے یہ عقیدہ قرآن وسنت سے پایا ہے۔ اور اس بارے میں ان کے سوچنے کا طرز بھی متوارث رہا ہے۔ (خطبات حکیم الاسلام ج7 ص181)
- ♣ وفات کے بعد نبی کریم ﷺ کے جسد اطہر کو برزخ (قبر شریف) میں بتعلق روح حیات حاصل ہے اور اس حیات کیوجہ سے روضۂ اقدس پر حاضر ہونے والے کا صلوٰۃ وسلام سنتے ہیں۔ (خطبات حکیم الاسلام ج7 ص187، ماہنامہ تعلیم القرآن اگست 1962 ص27-28)
- ♣ احقر اور احقر کے مشائخ کا مسلک وہی ہے جو المھند میں بالتفصیل مرقوم ہے۔ یعنی برزخ میں جناب رسول اللہ ﷺ اور تمام انبیاءؑ بجسد عنصری زندہ ہیں۔ جو حضرات اس کے خلاف ہیں وہ اس مسئلہ میں دیوبند سے ہٹے ہوئے ہیں۔ (رحمت کائنات ص32)

♣ تسکین الصدور پر تصدیقی دستخط کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

"رسالہ نافعہ تسکین الصدور سے استفادہ نصیب ہوا۔ اس کی وقعت وعظمت کے لئے یہ کافی ہے کہ وہ مولانا سرفراز خانؒ صاحب کی تالیف ہے جو اپنی محققانہ ومعتدلانہ طرز تالیف میں معروف ہیں۔ تسکین الصدور، حقیقت یہ ہے کہ اس موضوع کے مسائل میں تسکین الصدور ہی ہے جس سے روحی اور قلبی تسکین ہو جاتی ہے۔ جس جس مسائل پر کلام کیا گیا ہے وہ اپنی جگہ نہ صرف یہ کہ اھل السنت والجماعت کے مسلک اور مذہب منصور کے مطابق ہی نہیں بلکہ فی نفسہٖ اپنے تحقیقی رنگ کی وجہ سے پوری جامعیت کے ساتھ منضبط ہو گئے ہیں اور ان سے دلوں میں سرور اور آنکھوں میں نور پیدا ہوتا ہے۔ حق تعالیٰ مؤلف ممدوح کو تمام مسلمانوں کی طرف سے جزائے خیر عطاء فرمائے اور ان کے علم وعرفان اور عمل وایمان میں روز افزوں ترقیات عطاء فرمائے آمین۔" (تسکین الصدور ص20)

فخر المحدثین حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی:

لاشك فی حیوته بعد وفاته و کذا سائر الانبیاء علیہم السلام احیاء فی قبورهم حیاتهم اکمل من حیاة الشهداء.

(اعلاء السنن ج10 ص505)

رئیس المفسرین حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی:

♣ تمام اہلسنت والجماعت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام وفات کے بعد اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

(سیرت المصطفیٰ ج3 ص162)

♣ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ودیگر انبیاء کرام قبروں میں زندہ ہیں۔ (سیرت المصطفیٰ ج3 ص168)

♣ احادیث متواترہ سے انبیاءؑ کرام کی جو حیات ثابت ہے وہ حیات فی القبور ہے نہ کہ حیات فی السمٰوٰات۔ (سیرت المصطفیٰ ج3 ص169)

مفتی اعظم دار العلوم دیوبند حضرت مولانا مفتی مہدی حسن شاہجہان پوری:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اپنی قبر مبارک میں اپنے جسد مبارک کے ساتھ زندہ ہیں۔ مزار مبارک کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خصوصی تعلق بجسدہ وروحہ ہے۔ جو اس کے خلاف کہتا ہے وہ غلط کہتا ہے بدعتی ہے۔ اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ اس باب میں بکثرت احادیث وارد ہیں۔ جنکا انکار نہیں کیا جاسکتا ہے جو انکار کرتا ہے وہ خارج از اہلسنت والجماعت ہے۔ (خیر الفتاویٰ ج1 ص124، تسکین الصدور ص50/49)

فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی:

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی) قبر اطہر میں زندہ ہونے کی بحث مستقل ہے۔ علماء حق کی تحقیق یہ ہے کہ زندہ تشریف فرما ہیں۔

(فتاویٰ محمودیہ باب ما یتعلق بحیات الانبیاءؑ ج1 ص532-533)

امام الاولیاء حضرت مولانا احمد علی لاہوری:

کئی برس ہوئے حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ صاحب سے مولانا غلام اللہ خان صاحب نے اپنے ہاں تقریر کی غرض سے تاریخ لی۔ جب تاریخ نزدیک آگئی تو حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ نے ان کو فرمایا۔ کہ تم مسئلہ حیات میں اکابر دیوبند اور سلف کا مسلک کا ترک کر چکے ہو۔ اسی لئے اگر میں آئونگا تو مسئلہ حیات بیان کرونگا اور فرمایا کہ یہ مسئلہ وہ سمجھ سکتا ہے جس کو عقیدت ہو یا بصیرت حاصل ہو، بصیرت تم کو حاصل نہیں اور عقیدت تم کو رہی نہیں۔ چنانچہ حضرت لاہوریؒ پھر راولپنڈی تشریف نہ لے گئے۔

(حیات انبیاء کرامؑ از مولانا مفتی عبد الشکور ترمذی ص:20 ط: المکتبۃ الاشرفیہ لاہور)

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی:

♣ آیت مبارکہ "وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا" (سورۃ احزاب 53) کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں۔ آپ ﷺ کی وفات کا درجہ ایسا ہے جیسے کوئی زندہ شوہر گھر سے غائب ہو۔ اس بناء پر آپ ﷺ کی ازواج کا وہ حال نہیں جو عام شوہروں کی وفات پر ان کی ازواج کا ہوتا ہے۔ (معارف القرآن ج7ص203)

♣ آیت مبارکہ "یَاۤ اَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا" (سورۃ احزاب 45) کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

تمام انبیاء کرامؑ خصوصاً رسول کریم ﷺ اس دنیا سے گذرنے کے بعد بھی اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہے۔ (معارف القرآن ج7ص177)

مرشد العلماء والصلحاء مولانا عبد اللہ بہلوی:

ہمارے اکابرواسلاف دیوبند رحمہم اللہ تعالی عنہم ہمارے مرشدین نقشبندیہ ‘قادریہ‘چشتیہ‘سہروردیہ رحمہم اللہ تعالیٰ کا بھی یہی اعتقاد ہے کہ حضور ﷺ دنیاوی وفات کے بعد قبر مبارک میں جسمانی روحانی حیات سے زندہ ہیں۔ (القول النقی ص29)

مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود:

نبی کریم ﷺ اور تمام انبیاء علیہم السلامؑ اپنی قبور مطہرہ میں حیات ہیں۔ (فتاویٰ مفتی محمود ج1ص350)

حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی:

انبیاء اکرامؑ کے بارہ میں انحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ وہ قبروں میں زندہ ہیں نمازیں پڑھتے ہیں، قریب سے درود وسلام سنتے اور اسکا جواب بھی دیا کرتے ہیں اس کتاب میں اس مسئلہ پر مفصل بحث کی جارہی ہے۔ یہاں سے ان حضرات کی کم علمی واضح ہو جاتی ہے۔ جو مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو شرک قرار دیتے ہیں شرک تو تب ہوتا کہ کسی کو ایسا زندہ مان لیا جاتا جس کی حیات خدا تعالیٰ کی عطانہ ہو اسکے گھر کی ہو پھر اس پر کبھی موت طاری نہ ہو مگر یہ تو کسی مسلمان کا عقیدہ نہیں ہے کیا جو پیغمبر دنیا میں زندہ تھے وہ شرک تھا؟ کیا قیامت میں ہم سب زندہ ہوں گے اور زندہ بھی ایسے کہ پھر کبھی نہ مریں گے کیا وہ شرک ہو جائے گا؟ پھر اگر اللہ تعالیٰ کسی کو درمیان میں، قبر میں بھی پوری یا ادھوری زندگی عطا فرما دیں وہ کیسے شرک ہو گیا؟ جبکہ علماء دیوبند نہ تو آنحضرت ﷺ کی وفات ہو جانے کا انکار کرتے ہیں نہ پیغمبروں کی حیات کو اللہ تعالیٰ کی عطاء کردہ ہونے سے انکار کرتے ہیں۔ صرف آپؐ کے ارشاد کے مطابق قبروں میں انبیاء کرامؑ کی حیات اور نماز پڑھنے اور سلام ودرود سننے کا اقرار کرتے ہیں تو کیا آنحضرت ﷺ کے ارشاد کو ماننا شرک ہے؟ اللہ تعالیٰ ایسی جہالت اور ضد سے بچائے (آمین)

(تسکین الصدور ص206،207)

حضرت مولانا محمد یوسف بنوری:

حضرات انبیاء کرامؑ کی حیات بعد الممات کا مسئلہ صاف ومتفقہ مسئلہ تھا۔ شہداء کی حیات بنص قرآن ثابت تھی۔ اور دلالۃ النص سے انبیاء کرامؑ کی حیات قرآن سے ثابت تھی اوراحادیث نبویہ سے عبارت النص کے ذریعہ ثابت تھی۔ لیکن براہو اختلافات اور فتنوں کا کہ ایک مسلمہ حقیقت زیر بحث آکر مشتبہ ہو گئی کتنے تاریخی بدیہات کو کج بحثیوں نے نظری بنادیا اور کتنے حقائق شرعیہ کو کج فہمی نے مسخ کر کے رکھ دیا یہ دنیا ہے اور دنیا کے مزاج میں داخل ہے کہ ہر دور میں کج فہم اور کج رو اور کج بحث موجود ہوتے ہیں زبان بند کرنا تو اللہ تعالیٰ ہی کی قدرت میں ہے۔ ملاحدہ وزنادقہ کی زبان کب بند ہو سکی۔ (تسکین الصدور ص22-23)

مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی:

آٹھ‘دس سال سے حضرات انبیاء کرامؑ کی حیات کا انکار بعض ایسے عالموں کی طرف سے شائع ہونے لگا جو کہ ہمارے اپنے شمار ہوتے تھے۔ بہت ہی جی چاہتا تھا کہ کوئی اللہ کا بندہ اس مسئلہ کی پوری پوری تحقیق لکھ دے...... خود تو کم صحت کم فرصت کم استعداد اس سے قاصر تھا۔ بس دل میں یہ تمنا موجزن تھی حضرت مولانا سرفراز خانؒ صاحب نے بڑی محنت اور جانفشانی اور عرق ریزی سے یہ تحقیق مکمل کر دی ہے۔ اللہ تعالیٰ

نے میری وہ دلی تمنا مولانا کے ہاتھوں پوری فرمادی اس لئے حرف حرف مزے لے لے کر پڑھتا چلا گیا ہر بحث پر دل باغ باغ ہوتا گیا اور دعاؤں میں سرشار ہوتا رہا..... الحمدللہ جیسا دل چاہتا تھا یہ کام انجام پا گیا۔ احادیث کے اسناد کی صحت اور مفہومات کی تحقیقات 'شبہات کے جوابات ماشاء اللہ نور علی نور ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت مصنف کو بہترین جزاوں سے دونوں جہانوں میں سرفراز فرمائیں اور مشتبہ آنکھوں کے لئے کتاب کو سرمۂ بصیرت بنائیں۔ (تسکین الصدور ص27-26)

حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبد اللہ درخواستی:

ھو حی فی قبرہ کحیاۃ الانبیاء ۔۔وحرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء

حیاتھم اعلی واکمل من الشھداء ۔۔وشانھم ارفع فی الارض والسماء

(انوار القرآن حافظ الحدیث نمبر اگست، ستمبر، اکتوبر، نومبر ۲۰۰۲ ص ۱۲۲)

تسکین الصدور کی تقریظ میں لکھتے ہیں :اپنے موضوع میں مسلک اھل السنت والجماعت کے بیان میں کافی وشافی ہے۔ (تسکین الصدور ص27)

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ:

حضرت خواجہ صاحب اپنے ایک مکتوب گرامی میں فرماتے ہیں:

قرونِ اولیٰ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین سے لے کر آج تک جمیع علماء کرام کا اجماعی طور پر حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق جو عقیدہ ہے وہ یہ ہے کہ حضرت اقدس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سب انبیاءؑ وفات کے بعد اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں اوران کے ابدان مقدسہ بعینھا محفوظ ہیں اور جسد عنصری کیساتھ عالم برزخ میں ان کو حیات حاصل ہے اور حیات دنیوی کے مماثل ہے صرف یہ ہے کہ احکام شرعیہ کے وہ مکلف نہیں ہیں روضۂ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر جو درود شریف پڑھے وہ بلاواسطہ سنتے ہیں اور سلام کا جواب دیتے ہیں۔ حضرات دیوبند کا بھی یہی عقیدہ ہے۔ اب جو اس مسلک کے خلاف کرے اتنی بات یقینی ہے کہ اسکا اکابر دیوبند کے مسلک سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ جو شخص اکابر دیوبند کے مسلک کے خلاف رات دن تقریر بھی کرے اوراپنے آپ کو دیوبندی بھی کہے یہ بات کم از کم ہمیں تو سمجھ نہیں آتی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراطِ مستقیم اوراکابر دیوبند کے مسلک کے صحیح پابند بنا کر استقامت نصیب فرماوے۔ (مجلہ "صفدر" گجرات شیخ المشائخ نمبر' ص686-687)

حضرت مولانا مفتی احمد سعید صاحب:

(مفتی جامعہ عربیہ سراج العلوم سرگودھا)

"مسئلہ حیاۃ انبیاءؑ بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے جس مسئلہ پر تمام علماء محدثین وفقہاء ومفسرین اور چاروں اماموں کے مقلدین بلکہ اہل ظواہر غیر مقلدین بھی متفق ہوں تو اس مسئلہ میں ایک جدید طریق اختیار کرنا تحقیق نہیں بلکہ علماء امت کی تضحیک ہے۔ خدمت اسلام نہیں تذلیل اہل ایمان ہے۔ اگر جمہور سلف صالحین پر اعتماد نہیں تو دین تمہارا خانہ زاد نہیں۔" (حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور مذاہب اربع ص'4)

استاد العلماء حضرت مولانا خیر محمد جالندھری:

عالم برزخ میں جملہ انبیاء علیھم السلام کی حیات حقیقیہ دنیویہ بجسدھم العنصری کا مسئلہ اہل سنت والجماعت میں متفق علیہ مسئلہ ہے۔

(القول النقی فی حیات النبی ص30)

وکیل اھلسنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین:

اہل سنت والجماعت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ موت کے بعد اللہ تعالیٰ انہیں انبیاء کرام علیھم السلام کے جسم مبارک کو حیات عطا کرتے ہیں اسی جسم میں حیات ہوتی ہے جو جسم اس دنیا میں تھا۔(یادگار خطبات ص101)

پاسبان مسلک دیوبند حضرت مولانا محمد علی جالندھری:

آنحضرت ﷺ کو اس دنیا سے انتقال فرمانے کے بعد عالم برزخ میں جو حیات حاصل ہے وہ روح مبارک کے تعلق سے اسی دنیوی جسد اطہر کے ساتھ ہے جو روضہ انور میں محفوظ وموجود ہیں۔ اسی تعلق کی وجہ سے روضہ انور پر پڑھے گئے درود وسلام کو بغیر کسی واسطے کے علی الدوام خود سماعت فرماتے ہیں۔ اسی عقیدہ کو ہمارے اکابر نے المہند میں حیات دنیویہ برزخیہ سے تعبیر کیا ہے۔

(سوانح وافکار مولانا محمد علی جالندھریؒ ص324)

فقیہ العصر مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی:

احتج القائلون بانہامندوبۃ بقولہ تعالیٰ ولوانہم اذظلموا انفسہم جاؤك فاستغفروا اللہ واستغفرلہم الرسول الایۃ وجہ الاستدلال بہاانہ حی ﷺ فی قبرہ بعدموتہ کمافی حدیث الانبیاء احیاء فی قبورہم۔

(احسن الفتاویٰ ج4ص561ط: مکتبۃ الرشید کراچی)

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید:

♣ میرا اور میرے اکابر کا عقیدہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ روضہ اطہر میں حیات جسمانی کے ساتھ حیات ہیں اور یہ حیات برزخی ہے، آنحضرت ﷺ درود وسلام پیش کرنے والوں کے سلام کا جواب دیتے ہیں اور وہ تمام امور جن کی تفصیل اللہ ہی کو معلوم ہے، بجالاتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات کو حیات برزخیہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ حیات برزخ میں حاصل ہے اور اس حیات کا تعلق روح اور جسد دونوں کے ساتھ ہے۔ (آپ کے مسائل اوران کا حل ج1ص299)

♣ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام بالخصوص سید الانبیاء سیدنا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا اپنی قبر شریفہ میں حیات ہونا اور حیات کے تمام لوازم کے ساتھ متصف ہونا برحق اور قطعی ہے اوراس پر امت کا اجماع ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ج1ص261' جدید تخریج شدہ ایڈیشن)

استاد الحدیث حضرت مولانا سید بدر عالم مہاجر مدنی:

غرض آپ ﷺ کی اور جملہ انبیاء علیہم اسلامؑ کی قبر میں حیات کا دلائل کے ساتھ ہم کو قطعی علم ہے اوراس بارے میں تواتر کے درجے کو حدیثیں پہنچ چکی ہیں۔ (ترجمان السنۃ ج3ص302حدیث نمبر1073ط: ایچ ایم سعید کمپنی کراچی)

حضرت مولانا مفتی عبد الرحیم لاجپوری:

انبیاء کرامؑ اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اورانکو رزق دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کے جسموں کو زمین پر حرام کردیا ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ کتاب العقائد ج8ص32ط مکتبہ رحمانیہ لاہور)

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد شریف کشمیریؒ:

"اگر روضہ اقدس پر صلوٰۃ وسلام پڑھا جائے تو آپ ﷺ خود سنتے ہیں' بلکہ جمیع اہل السنۃ والجماعۃ اس کے قائل ہیں اور سب اکابر دیوبند کا یہی عقیدہ ہے جو شخص اس عقیدے کو عقائد شرکیہ یا بدعیہ میں شمار کرتا ہے وہ بالکل جاہل اور پرلے درجے کا احمق اور ملحد ہے۔ وہ حقیقت شرک سے قطعاً نا آشنا ہے۔ مسلمانوں کو ایسے شخص سے دور رہنا چاہیے"۔ (خیر الفتاویٰ ج نمبر1 باب ما یتعلق بالایمان والعقائد ص128-129)

فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی عبد الشکور ترمذی:

حضرات انبیاء کرامؑ کی انکی قبروں میں زندگی متفق علیہ عقیدہ کی حیثیت سے ایک طے شدہ حقیقت ہے۔ اکابر اہلسنت میں سے کوئی شخص بھی ایسا نہیں ملتا جسے انبیاء کرامؑ خصوصاً حضرت محمد ﷺ کی حیات فی القبر کا انکار کیا ہو۔ اور قبر مبارک میں آپ ﷺ کی روح مبارک کے

جسد اطہر سے اتصال و تعلق کی نفی کی ہو۔ بلکہ اس عقیدہ پر اجماع ہے کہ قبر میں روح مبارک کا جسد اطہر سے ایسا تعلق اور اتصال ثابت ہے جس سے جسم مبارک میں حیات اور سماع کی قوت حاصل ہے۔ اور قبر مبارک کے قریب سے سلام کہنے والوں کا سلام آپ ﷺ بنفس بنفیس خود سماعت فرمالیتے ہیں۔ (حیات انبیاء کرام ﷺ ص113 ط: مکتبہ اشرفیہ لاہور)

حضرت مولانا صوفی عبد الحمید صاحب سواتیؒ:

ان النبی حی فی قبرہ کہ اللہ کا نبی ﷺ قبر میں زندہ ہیں۔ یہ زندگی محض روحانی زندگی نہیں کیونکہ روح تو ابو جہل کی بھی زندہ ہے بلکہ نبی کی زندگی کمال درجے کی زندگی ہے اس برزخی زندگی کے متعلق سلف کے دو مسلک ہیں۔

اگر آپ ﷺ کی روح مبارک علیین میں ہے تو اسکا تعلق قبر کے ساتھ بھی ہے اسی لئے حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے۔ من صلی علی عند قبری سمعتہ ومن صلی [علی] نائیا ابلغتہ یعنی جو شخص میری قبر پر آکر درود پڑھے گا تو میں اس کو سنتا ہوں اور جو دور سے پڑھے گا وہ مجھ تک پہنچایا جائے گا معراج کے واقعہ والی روایت بھی حیات النبی ﷺ کی تصدیق کرتی ہے۔

(معالم العرفان فی دروس القرآن ج15 ص341-342' ط: مکتبہ دروس القرآن گوجرانوالہ)

شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان صاحب دامت برکاتہم العالیہ:

انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں جسد عنصری کے ساتھ زندہ ہیں۔ یہ عقیدہ نہ صرف علماء دیوبند کا ہے بلکہ تمام امت کا ہے۔

(کشف الباری شرح صحیح بخاری کتاب المغازی ص125 ط: مکتبہ فاروقیہ شاہ فیصل کالونی کراچی)

مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کا تعلق جسم اطہر کے ساتھ شہید سے بھی زیادہ ہے، اتنا زیادہ ہے کہ کسی اور کی روح کو اپنے جسم سے اتنا تعلق نہیں ہوتا چنانچہ احادیث سے ثابت ہے کہ آپ کی قبر شریف پر حاضر ہو کر جو آپ کی خدمت میں سلام عرض کرتا ہے آپ اسے خود سنتے ہیں اور جواب عنایت فرماتے ہیں۔ (فتاوی دارالعلوم کراچی ج1 ص100)

شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ:

ان الاصل فی ھذہ المسئلہ قول اللّٰہ تبارك وتعالیٰ: ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون ولما ثبت الحیاۃ للشھداء ثبت للانبیاء علیہم السلام بدلالۃ النص لان مرتبۃ الانبیاء اعلیٰ من مرتبۃ الشھداء بلا ریب...وقد ورد فی ھذا الباب حدیث صریح...عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ: الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون ...وبالجملۃ فان ھذہ الاحادیث مع حدیث الباب (مررت علی موسیٰ علیہ السلام الخ ...) تدل علی کون الانبیاء احیاء بعد وفاتھم وھو من عقائد جمھور اھل السنۃ والجماعۃ...وانما المقصود حیاتھم بمعی ان لارواحھم تعلقا قویا باجسادھم الشریفۃ المدفونۃ فی القبور ولھذا التعلق القوی حدثت لاجسادھم خصائص کثیرۃ من خصائص الاجساد مثل سماع السلام وردہ...

(تکملہ فتح الملھم ج5 ص30-28 ط: دارالعلوم کراچی)

منکرین حیات کا حکم

♣ الغرض میرا اور میرے اکابر کا عقیدہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے روضہ مطہرہ میں حیات جسمانی کے ساتھ حیات ہیں یہ حیات برزخی ہے مگر حیاۃ دنیاوی سے قوی تر ہے جو لوگ اس مسئلہ کا انکار کرتے ہیں ان کا اکابر علماء دیوبند اور اساطین امت کی تصریحات کے مطابق علماء دیوبند سے تعلق نہیں ہے اور میں ان کو اہل حق میں سے نہیں سمجھتا اور وہ میرے اکابر کے نزدیک گمراہ ہیں ان کی اقتداء میں نماز پڑھنا جائز

نہیں اور اس کے ساتھ کسی قسم کا تعلق روا نہیں۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل تخریج شدہ ج:1 ص:295)

♣ ہمارے نزدیک اہل السنت والجماعت کے اس عقیدہ حیات کا منکر کافر نہیں گمراہ ہے۔ (سوانح وافکار حضرت جالندھری ص:326)

♣ مفکر اسلام مفتی محمود فرماتے ہیں:

یہ عقیدہ کہ آپ کا جسد اطہر ساکن وصامت قبر مبارک میں صحیح وسلامت موجود ہے اور اس سے افعال وحرکات کا صدور نہیں ہوتا عقیدہ فاسدہ ہے اور تمام علماء اہل السنت والجماعت کے عقیدہ اور علماء دیوبند کے مسلک کے خلاف ہے۔(القول النقی ص32)

ایک شخص نے مفتی محمود رحمہ اللہ سے سوال کیا کہ ،،جو آدمی قبر میں حضور کی حیات کا منکر ہو، روضۂ اقدس پر الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ کہنے کا قائل نہ ہو اور حضور کی ذات کو نور کہتا ہو اس کے بارے میں کیا حکم ہے[مفہوما]

حضرت مفتی صاحب تینوں مسائل میں مسلک اہل السنت والجماعت کی وضاحت کے بعد فرماتے ہیں: "بلا تاویل اس کے خلاف عقیدہ رکھنے والے کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔" (فتاوی مفتی محمود ج1 ص354،353)

♣ مولانا نصیر الدین غورغشتوی ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

پنج پیریان قرآن کریم میں تحریف کرتے ہیں اور آیات واردہ فی حق المشرکین مومنوں پر صادق کرتے ہیں۔ ان سے قرآن کریم کا ترجمہ نہ کرنا اور ان جیسے فاسد عقائد والوں کے پیچھے نماز نہ پڑھنا کسی دیندار متقی کے پیچھے پڑھو۔(سوانح مولانا غورغشتوی ص170)

♣ حضرت خواجہ خان محمد صاحب اپنے ایک مکتوب گرامی میں فرماتے ہیں:

قرونِ اولیٰ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے لے کر آج تک جمیع علماء کرام کا اجماعی طور پر حیات النبی ﷺ کے متعلق جو عقیدہ ہے وہ یہ ہے کہ حضرت اقدس نبی کریم ﷺ اور سب انبیاءؑ وفات کے بعد اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور ان کے ابدان مقدسہ بعینہا محفوظ ہیں اور جسد عنصری کیساتھ عالم برزخ میں ان کو حیات حاصل ہے اور حیات دنیوی کے مماثل ہے صرف یہ ہے کہ احکام شرعیہ کے وہ مکلف نہیں ہیں روضۂ اقدس ﷺ پر جو درود شریف پڑھے وہ بلاواسطہ سنتے ہیں اور سلام کا جواب دیتے ہیں۔ حضرات دیوبند کا بھی یہی عقیدہ ہے۔ اب جو اس مسلک کے خلاف کرے اتنی بات یقینی ہے کہ اسکا اکابر دیوبند کے مسلک سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ جو شخص اکابر دیوبند کے مسلک کے خلاف رات دن تقریر بھی کرے اور اپنے آپ کو دیوبندی بھی کہے یہ بات کم از کم ہمیں تو سمجھ نہیں آتی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراطِ مستقیم اور اکابر دیوبند کے مسلک کے صحیح پابند بنا کر استقامت نصیب فرماوے۔ (مجلہ "صفدر" گجرات شیخ المشائخ نمبر، ص686-687)

♣ شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان دامت برکاتھم فرماتے ہیں:

حضرات صحابہ کرام سے لیکر آج تک تمام ہی علماء کا مسلک حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا رہا ہے، علماء دیوبند بھی اسی کے قائل ہیں، جو شخص حیات کی بجائے ممات کا عقیدہ رکھتا ہے اس کا علماء دیوبند سے کوئی تعلق نہیں۔(خوشبو والا عقیدہ حیات النبی ص21)